رضی اللہ عنہ

عثمان غنی کی باتیں

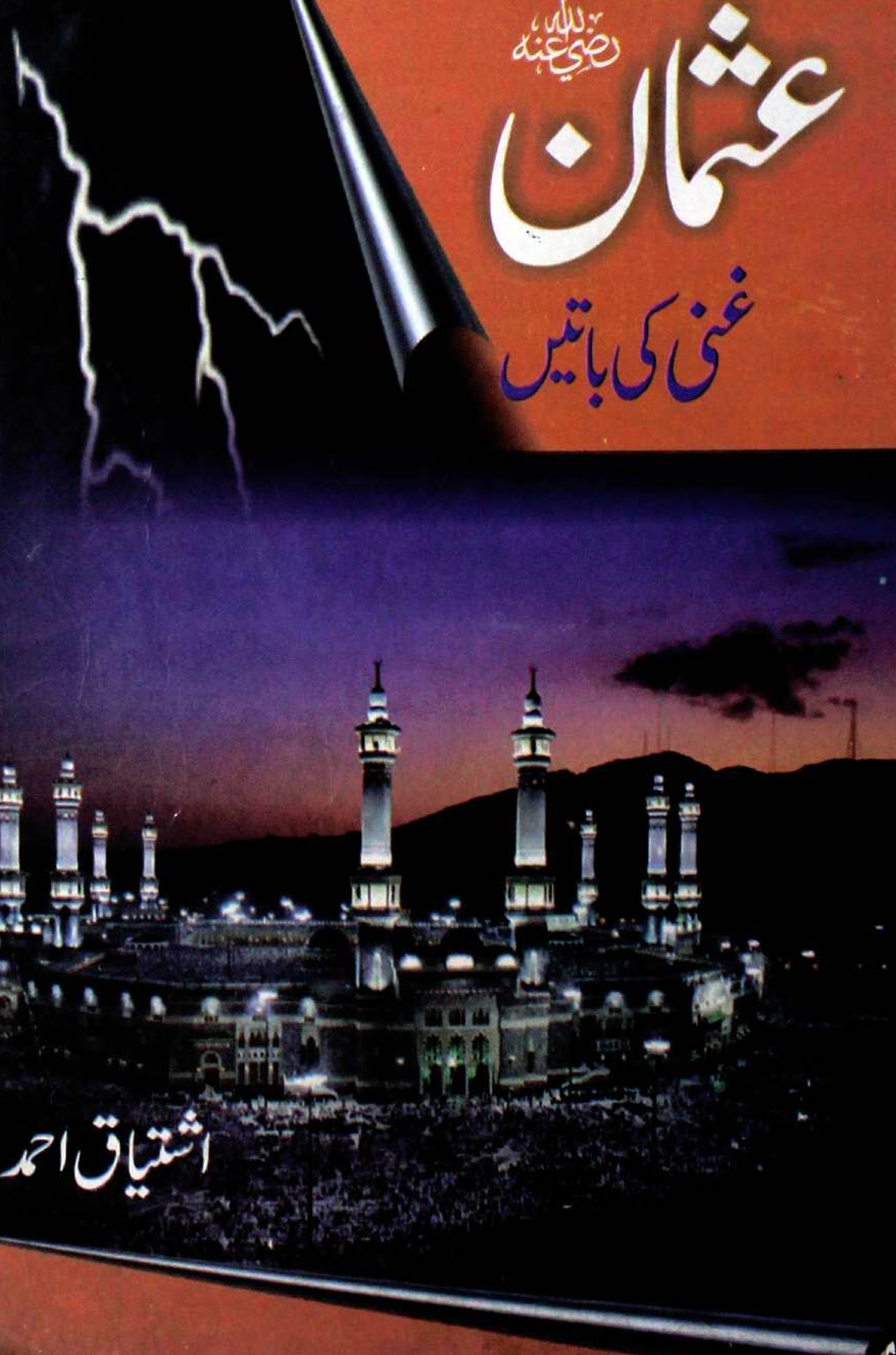

اشتیاق احمد

عثمان غنی رض

کی باتیں

اشتیاق احمد

نواب سنز پبلی کیشنز
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

با وقار اور نفاست پسند قارئین کے لئے پر وقار اور نفیس ترین کتابیں

طابع: نواب سنز پبلی کیشنز

مطبع: فیض الاسلام پریس

حروف آرائی: میٹرکس کمپوزرز

سرورق: ڈیزائن ماسٹر

اشاعت: ۲۰۱۱ء

ضابطہ

حقوقِ اشاعت محفوظ ہیں

Retail Price
Rs. 60/-

نواب سنز پبلی کیشنز

اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5555275

ڈسٹری بیوٹرز اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5772306

دو باتیں

اس سلسلے کی تین کتابیں آپ پڑھ چکے اور یہ تسلیم کر چکے کہ واقعی یہ سلسلہ ناولوں سے کہیں زیادہ دلچسپ، سنسنی خیز اور سبق آموز ہے۔ آپ نے یہ بھی مانا کہ ایسی کتابیں پہلے کبھی پڑھیں نہ سنیں، خیر سنیں گے تو آپ کیوں، ان پڑھ تو نہیں ہیں، تاہم ہمارے کچھ بزرگ ایسے بھی ہیں جنہیں پڑھنے کی بجائے کتابیں سننا پڑتی ہیں، لہٰذا ان کی حد تک یہ بھی ٹھیک ہے کہ پڑھیں نہ سنیں، اور اس میں غلط بھی کیا ہے، یہ تجربہ دراصل آج تک کسی نے نہیں کیا تھا۔ تاریخ اسلام پر کتابیں دینیات کے رنگ میں لکھی جاتی رہی ہیں جب کہ دینیات آپ لوگ پہلے ہی سکولوں اور کالجوں میں پڑھ لیتے ہیں، پھر بھلا ان اضافی کتابوں کو کیوں پڑھنے لگے، یہی وجہ ہے کہ ایک عرصے سے یہ رجحان چلا آ رہا ہے کہ دینی کتب نہیں بکتیں، بچے اور بڑے انہیں نہیں خریدتے، لیکن اب، الحمد للہ، یہ رجحان ختم

ہو رہا ہے، یہ جمود ٹوٹ رہا ہے، پہلی تین کتابوں نے ہی یہ بات ثابت کر دی ہے۔

اب چوتھی کتاب حاضر ہے، آپ اس میں بھی کھو کر رہ جائیں گے، حضرت عثمانؓ کی زندگی کے واقعات میں سب سے اہم اور دردناک ترین واقعہ ان کی شہادت کا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اس کے بیان کے سلسلہ میں کس قدر اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔

آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

اشتیاق احمد

☆☆☆

مدینے میں اور آس پاس کے تمام علاقوں میں زبردست قحط پڑا ہوا تھا- فاقوں پر نوبت آ چکی تھی، لوگ بھوکوں مر رہے تھے- جن لوگوں کے پاس جائیداد وغیرہ تھی، نہایت سستے داموں فروخت کر کے ادھر ادھر سے کھانے پینے کی چیزیں حاصل کر رہے تھے- حضرت عثمانؓ کے گھر والوں نے انہیں بتایا کہ ایک باغ بہت ہی سستا فروخت ہو رہا ہے، بہتر ہوگا کہ آپؓ اسے خرید لیں- آپؓ روپے لے کر اس طرف چل دیئے، لیکن راستے میں لوگوں کو بھوک سے مرتے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ تمام روپیہ لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خود خالی ہاتھ گھر واپس آ گئے- گھر والوں نے پوچھا-

''آپؓ باغ خرید آئے؟''

بولے: ''ہاں جنت میں تمہارے لئے باغ خرید آیا ہوں!''

مدینے میں پانی کی بہت کمی تھی- ایک کنواں یہودیوں کے قبضے میں تھا جس کا نام

رومہ تھا- رسول اللہؐ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص یہ کنواں خریدے گا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کرے گا اور اس میں سے اپنے لئے اتنا ہی پانی لے گا جتنا دوسرے مسلمان' میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں- یہ سن کر حضرت عثمانؓ فوراً وہاں گئے اور کنواں خرید لیا' پھر اسے گہرا بھی کرایا- آپؓ نے اس کنویں میں سے ہمیشہ دوسرے مسلمانوں جتنا پانی لیا-

☆☆☆

ایک روز آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

''جو کوئی مسجد نبوی کے لئے اپنی زمین دے کر اسے وسیع کرے گا- اس کے لئے جنت میں گھر ہے''

یہ آپؓ ہی تھے جنہوں نے اپنی زمین مسجد نبوی کے لئے فوراً پیش کر دی- اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر عسرہ کے لئے سامان دینے کیلئے فرمایا- حضرت عثمانؓ وہ شخص تھے جنہوں نے آدھے لشکر کیلئے ساز و سامان مہیا کیا- اس روز آپؓ نے نوسو اسی اونٹ اور گھوڑے دیئے' غزوہ تبوک میں آپؓ نے نوسو چالیس اونٹ لا کر دیئے' اس کے بعد ساٹھ گھوڑے بھی لا کر دیئے' ان پر ایک ہزار دینار خرچ آئے-

☆☆☆

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے' آپؐ فرش پر لیٹے ہوئے تھے- اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی' آپؐ اسی طرح لیٹے رہے

اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی- تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، آپؐ نے انہیں بھی اسی حالت میں اندر آنے دیا- ان کے بعد حضرت عثمانؓ تشریف لائے- ان کی آواز سن کر آپؐ فوراً اٹھ بیٹھے، اپنے کپڑے درست کیے اور حضرت عائشہؓ سے بھی فرمایا:

"اپنے کپڑے درست کر کے بیٹھو"-

جب حضرت عثمانؓ ملاقات کر کے واپس چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے حیران ہو کر پوچھا:

"یارسول اللہ ﷺ! جب ابوبکرؓ آئے تو آپ اسی طرح بیٹھے رہے، عمرؓ آئے، تب بھی آپ اسی طرح لیٹے رہے، پھر عثمانؓ کی باری میں کیوں اٹھ بیٹھے اور مجھے بھی کپڑے درست کرنے کیلئے فرمایا"-

یہ سن کر آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"عثمان وہ شخص ہیں جن سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں"- (یعنی وہ اتنے حیاء دار ہیں)

☆☆☆

ایک مرتبہ رسول کریمؐ ایک ایسے مقام پر کھڑے تھے جہاں گھٹنوں تک پانی تھا، سب لوگ پائنچے اوپر کئے کھڑے تھے، اتنے میں حضرت عثمانؓ بھی وہاں آ پہنچے، انہوں نے پائنچے نہ اٹھائے اور اسی طرح سب کے پاس پہنچ گئے، یعنی سب لوگوں کے سامنے

اپنی ٹانگیں گھٹنوں تک ننگی کرنے میں بھی شرم محسوس کی۔

☆☆☆

آپؓ کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ اگرچہ نبی نہیں ہیں' لیکن میرے اصحاب اور میری امت کے تمام لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو جنت میں میرے ساتھی ہوں گے''۔

☆☆☆

ایک شخص قبرستان میں کھڑا رو رہا تھا اور اس قدر رو رہا تھا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے دوست ہانی نے دیکھا' وہ حضرت عثمانؓ تھے لوگوں نے ان سے پوچھا:

''آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہوئے تو روتے نہیں' قبروں کو دیکھ کر کیوں رو پڑتے ہیں''۔

آپؓ نے جواب میں فرمایا:

''رسولؐ اللہ کا ارشاد ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے' جو شخص یہاں سے نجات پا جائے گا' اس کے لئے آگے کی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں اور پہلی منزل سے نجات نہ ملے تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنانے کے بعد حضرت عثمانؓ بولے:

''خدا کی قسم میں نے قبر جتنا ہولناک منظر نہیں دیکھا' ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی

پناہ مانگتے ہیں''۔

☆☆☆

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایک روز اپنے گھر سے نکلے اور یہ سوچتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف گئے کہ آج کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر کرنا چاہیے' لیکن آپ کو مسجد نبوی میں تشریف فرما نہ پا کر لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا' آپؐ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں۔ ابوموسیٰ اشعریؓ بھی اس سمت چل پڑے۔ چلتے چلتے اریس کے کنویں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا' رسول کریم کنویں کی منڈیر پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ کنویں کے اردگرد ایک احاطہ تھا' میں آپؐ کے قریب پہنچا' سلام کیا اور پھر احاطے کے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا' اس وقت میرا دل چاہا' میں اسی طرح حضورؐ کا دربان بن کر بیٹھا رہوں۔ اتنے میں کسی نے آ کر دروازے پر دستک دی' میں نے پوچھا:

''کون ہے''۔ جواب ملا''ابوبکرؓ''

میں نے انہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور جا کر رسول اللہؐ کو اطلاع دی کہ ابوبکرؓ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو''

چنانچہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے جا کر کہا:

''چلیے' اور آپ کو مبارک ہو' رسول اللہ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے''۔

ابوبکرؓ خوش ہو کر اندر آئے اور سلام کرنے کے بعد آپ کے دائیں طرف پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد پھر دستک ہوئی' اس بار حضرت عمرؓ آئے تھے۔ میں نے ان کے لئے بھی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا:

''انہیں بلالو اور جنت کی بشارت دے دو''۔

حضرت عمرؓ بھی میری زبانی یہ خوشخبری سن کر خوش ہوئے اور اندر آ کر آپ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ میں پھر دروازے کی طرف لوٹ آیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ پھر دستک ہوئی' میں نے پوچھا تو معلوم ہوا' عثمانؓ تشریف لائے ہیں۔ رسول کریمؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا:

''انہیں بھی بلالو اور ان مصیبتوں کی وجہ سے جو ان پر ٹوٹنے والی ہیں' انہیں جنت کی بشارت دے دو''۔

میں نے عثمانؓ سے جا کر وہی کہہ دیا' آپؓ اندر آئے اور آپؐ کے پیچھے بیٹھ گئے۔

رسول اللہؐ کا اشارہ حضرت عثمانؓ کی دردناک شہادت کی طرف تھا۔

کنویں پر چاروں حضرات جس ترتیب سے بیٹھے' ان کی قبریں بھی اسی ترتیب سے ہیں۔

☆☆☆

محمد بن حنفیہ نے اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا:

''رسول اللہ ﷺ کے بعد کون سا شخص سب سے افضل ہے''۔

''ابو بکرؓ! آپؓ نے جواب میں فرمایا۔

''اور ان کے بعد؟'' میں نے پوچھا۔

''عمرؓ!'' انہوں نے جواب دیا۔

''اور ان کے بعد'' میں نے پوچھا' میرا خیال تھا کہ وہ اس کے جواب میں کہیں گے کہ عمرؓ کے بعد خود میں ہوں لیکن جواب ملا:

''عثمانؓ!'' یہ سن کر میں نے پوچھا:

''تو کیا ان کے بعد آپ؟'' میری اس بات کا جواب میں انہوں نے کہا:

''جیسے اور مسلمان ہیں' ویسا ہی میں بھی ایک شخص ہوں''۔

☆☆☆

امام احمد بن حنبلؒ حضرت عثمانؓ کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص رسول اللہ کے صحابہ کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا ہے' میرے نزدیک وہ اسلام پر تہمت لگاتا ہے''۔ پھر فرمایا:

''اس امت میں نبیؐ کے بعد سب سے بہتر شخص ابو بکرؓ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ ابن عفان' ہم ان تینوں کو اس طرح سب سے بہتر سمجھتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے سمجھا اور تمام صحابہ کو اس پر اتفاق تھا''۔ امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا:

''اور علیؓ؟'' آپؐ نے فرمایا:

''علیؓ اہل بیت سے ہیں اور جو شخص علیؓ کی امامت کا قائل نہیں، وہ اپنے گھر کے گدھے سے زیادہ جاہل ہے''۔

☆☆☆

ایک روز رسول کریمؐ ایک شخص کے جنازے کی نماز پڑھانے تشریف لائے، لیکن مردے کو دیکھ کر نماز نہ پڑھائی اور واپس لوٹ گئے، لوگوں کو بہت حیرت ہوئی، آپ سے پوچھا گیا:

''یا رسول اللہ! ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ کسی کی نماز جنازہ پڑھانے تشریف لائے ہوں، اور پڑھائے بغیر چل دیں''۔ یہ سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''یہ شخص عثمانؓ سے حسد کرتا تھا، ان کے لئے دل میں بغض اور کینہ رکھتا تھا، اور اب اللہ اس سے بغض رکھتا ہے، لہذا میں ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا''۔

☆☆☆

رسول کریمؐ نے ایک روز لوگوں سے ارشاد فرمایا:

''میرے بعد تم لوگ ایک دن ایک شخص کی کثرت سے بیعت کرو گے، یعنی اسے اپنا خلیفہ تسلیم کرو گے، وہ شخص اس وقت پھول دار ریشمی چادر اوڑھے ہوئے ہو گا اور وہ شخص جنتیوں میں سے ہو گا''۔

یہ الفاظ عبداللہ بن شقیق اور عبداللہ بن حوالہ نے بھی سنے تھے، وہ بیان کرتے ہیں

کہ جس روز حضرت عثمانؓ کو خلیفہ چنا گیا اور آپؓ کی بیعت لی جارہی تھی، اس روز ان کے گرد لوگ کثرت سے جمع تھے اور آپؓ نے پھول دار ریشمی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

☆☆☆

رسول اللہ ﷺ نے ایک روز فرمایا:

"میری امت کے ایک شخص کی شفاعت پر آج کے زندہ لوگوں میں سے ایک آدمی جنت میں داخل ہوگا اور شفاعت کرنے والے شخص عثمانؓ بن عفان ہوں گے"۔ یعنی حضرت عثمانؓ قیامت کے روز ایک شخص کی بخشش کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی درخواست منظور فرمائیں گے جب کہ اس روز شفاعت کا حق صرف اور صرف رسول اللہ کو ہوگا۔

☆☆☆

قحط کا زمانہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کا دور، لوگ جب بھوکوں مرنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہنے لگے:

"آسمان سے بارش نہیں ہوتی، زمین سے کچھ اگتا نہیں، ہم لوگ سخت مصیبت میں ہیں"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"جاؤ، صبر کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، وہی مدد کرے گا، ہم اور تم کرہی کیا سکتے ہیں؟"

اسی دوران حضرت عثمانؓ کا تجارتی مال شام سے مدینے پہنچ گیا۔ اس میں غلہ اور

کھانے کی چیزیں بھی تھیں- تاجر لوگوں کو یہ خبر ملی تو فوراً حضرت عثمانؓ کے دروازے پر جمع ہوئے' دستک دی تو آپؓ نے باہر نکل کر مسکراتے ہوئے ان لوگوں سے پوچھا:

''آپ کا جو سامان شام سے آیا ہے' سنا ہے' اس میں غلہ بھی ہے اور کھانے کی دوسری چیزیں بھی' ہم اسے خریدنا چاہتے ہیں تاکہ غریب لوگوں میں تقسیم کرسکیں''۔

''آپؓ نے یہ سن کر فرمایا:

''اندر آجاؤ اور شوق سے خرید لو' لیکن یہ مال تجارت ہے پہلے دام لگاؤ''۔

''شام کی خریداری کے حساب سے دس کے بارہ لے لیں!''

تاجر بولے۔

''کچھ اور بڑھو' یہ کم ہے''۔آپؓ نے کہا۔

''دس کے چودہ!'' تاجروں نے جواب دیا۔

''کچھ اور بڑھو''۔حضرت عثمانؓ مسکرائے۔

''دس کے پندرہ''۔تاجر بولے۔

''ابھی کچھ اور اضافہ کرو''۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔

یہ سن کر تاجر بولے۔

''اے عثمانؓ'' ! ہمارے علاوہ مدینے میں کچھ اور بھی تاجر ہیں' شاید وہ اس سے بڑھ کر بولی لگاسکیں''۔

آپؓ نے فوراً کہا:

''ہاں! اس سے بھی زیادہ ایک اور ذات منافع دیتی ہے اور میں یہ سودا اسکے ہاتھ

فروخت کروں گا‘‘- تاجر حیران ہوئے اور بولے:

’’وہ کون ہے؟‘‘

’’وہ..... وہ خدا ہے‘ جو ایک کے بدلے میں دس دیتا ہے‘ کیا تم اس سے زیادہ دام دے سکتے ہو‘‘-

حضرت عثمانؓ نے جذباتی آواز میں کہا‘ تاجر ایک دم بولے:

’’نہیں! خدا کی قسم: ہم اتنا کیسے دے سکتے ہیں‘‘-

یہ سن کر آپؓ نے فرمایا:

’’تو پھر میں یہ مال اللہ کے ہاتھ ہی فروخت کروں گا‘‘-

یہ کہہ کر آپؓ نے غریبوں کو بلایا اور کھانے پینے کا سارا سامان ان میں خدا کے نام پر مفت تقسیم کر دیا- ابن عباسؓ فرماتے ہیں‘ اس رات میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا‘ آپؐ ابلق (چتکبرا‘ دورنگا) گھوڑے پر سوار تھے اور آپؐ کے جسم مبارک پر نور کا لباس تھا‘ لیکن جلدی ہی معلوم ہوتے تھے- میں نے عرض کیا:

’’یارسول اللہ! میں تو آپؐ کی زیارت اور آپؐ کی زبان مبارک سے کچھ الفاظ سننا چاہتا تھا‘ مگر آپؐ تو اس وقت جلدی میں معلوم ہوتے ہیں‘‘-

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

’’ہاں اے ابن عباس! آج عثمانؓ نے جو صدقہ دیا ہے‘ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما کر جنت میں ایک حور سے ان کی شادی کر دی ہے‘ ہم آج اسی دعوت میں جا رہے ہیں‘‘-

☆☆☆

آپؓ کا قد درمیانہ تھا' چہرے پر حسن تھا' شکل وصورت میں نزاکت تھی' پیشانی سے ذہانت ٹپکتی تھی' داڑھی مبارک گھنی اور لمبی تھی' رنگ گندمی تھا' سینہ کشادہ اور گوشت سے بھرا ہوا تھا سر پر گھنگریالے بال کثرت سے تھے' بال اور داڑھی بھورے رنگ کی تھی۔

آپؓ جمعے کی نماز کے لئے عام طور پر زرد رنگ کا کرتہ پائجامہ زیب تن فرما کر تشریف لے جاتے' موذن اذان دیتا تو آپ منبر پر تشریف رکھتے اور لوگوں سے چیزوں کے بھاؤ اور اتار چڑھاؤ کے بارے میں پوچھتے' انکے کاروبار' صحت اور تکالیف کے متعلق دریافت فرماتے' موذن اذان دے کر فارغ ہوتا تو آپ عصاء ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے' پھر لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھتے' پھر دوسرے خطبے کیلئے کھڑے ہو جاتے ' اس کے بعد منبر سے اتر آتے تو پھر موذن نماز کی اذان دیتا تھا۔

☆☆☆

حضرت اسامہؓ بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ گوشت دے کر عثمانؓ کے گھر بھیجا۔ جب میں ان کے مکان میں داخل ہوا' تو دیکھا آپؓ حضرت رقیہؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے ان دونوں کو دیکھ کر محسوس کیا' میاں بیوی کی ایسی خوبصورت جوڑی زندگی میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی' میں کبھی عثمانؓ کو دیکھتا تھا اور کبھی رقیہؓ کو"۔

حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد جب رسول کریمؐ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کی

شادی بھی آپؓ سے کر دی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا:

''میں نے ام کلثومؓ کو عثمانؓ کے نکاح میں اس لئے دیا ہے کہ اس بارے میں حضرت جبریلؑ خدا کا پیغام لے کر آئے تھے''۔ یعنی یہ نکاح اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے ہوا تھا۔

ام کلثومؓ کی وفات کے بعد نبی کریمؐ ایک روز ان کی قبر کے پاس ٹھہرے۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ بھی ساتھ تھے آپؐ نے ان سے فرمایا:

''اے ابوہریرہؓ! میں نے اپنی اس بیٹی کو بھی عثمانؓ کے نکاح میں دیا تھا' اگر میرے دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کو عثمانؓ کے نکاح میں ہی دیتا اور میں نے جن دو بیٹیوں کو ان کے عقد میں دیا' انہیں بھی وحی آئے بغیر نہیں دیا''۔

ایک اور مرتبہ آپؐ نے عثمانؓ سے فرمایا:

''اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی تمہاری زوجیت میں دے دیتا''۔

☆☆☆

آنحضورؐ ایک دن احد پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی تھے۔ اتفاق سے کوہ احد میں زلزلہ آ گیا۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے احد ٹھہر جا! اس وقت تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں''۔

☆☆☆

آپؓ شروع کے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپؓ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا' قرآن کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں' آپؓ ان پر فوراً ایمان لے آئے اور بولے:

''یارسول اللہ! میں شام کے سفر پر تھا اور قافلے کے ساتھ آہستہ آہستہ سفر کر رہا تھا کہ ایک منادی کرنے والے نے بلند آواز میں کہا:

''اے آہستہ چلنے والے مسافر' جلد جلد قدم بڑھاؤ' مکے میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے چنانچہ ہم لوگ جلد جلد آگے بڑھے اور یہاں پہنچ کر آپ ﷺ کے بارے میں سنا''۔

آپؓ مسلمان ہو گئے تو آپؓ کے چچا نے آپؓ کو رسی سے باندھا اور کہا:

''تو اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر ایک کمزور مذہب پر ایمان لے آیا ہے' میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک تو اپنے نئے مذہب کو نہ چھوڑے''۔

جواب میں حضرت عثمانؓ نے تن کر کہا:

''میں نہ نئے مذہب کو چھوڑوں گا' نہ رسول اللہ کو''۔

ان کی مستقل مزاجی کے آگے ان کے چچا کو ہتھیار ڈالنا پڑے اور انہیں چھوڑ دیا۔

جب آپ ﷺ نے مکے سے مدینے ہجرت کی اور لوگوں کو زمین کے ٹکڑے تقسیم کیے تو حضرت عثمانؓ کو بھی زمین کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔

☆☆☆

حضرت عمرؓ جب ابولولو کے خنجر سے زخمی ہوئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو آپ نے وصیت فرمائی:

''میری وفات کے بعد ان چھ لوگوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لینا' کیونکہ رسول کریمؐ نے اپنی وفات تک ان لوگوں کو عزیز رکھا - ان کے نام یہ ہیں علیؓ بن ابی طالب' زبیرؓ بن عوام' عبدالرحمٰنؓ بن عوف' عثمانؓ بن عفان' طلحہؓ بن عبیداللہ اور سعدؓ بن مالک''-

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''لوگو! تم سب گواہ رہنا' میرا بیٹا - عبداللہ ان لوگوں میں شامل نہیں''

☆☆☆

آخر حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ چن لیا گیا - آپؓ کی خلافت کا عرصہ تقریباً بارہ سال ہے - ان بارہ سال میں سے چھ سال انتہائی پرسکون گزرے - اس دوران ان پر کسی طرف سے بھی کوئی الزام عائد نہیں کیا گیا' مگر آپؓ کی خلافت کے آخری چھ سال ایسے تھے جن میں کچھ شرپسند لوگ آپؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے' انہوں نے آپؓ پر الزامات لگائے کہ آپؓ نے اپنے قریبی رشتے داروں کو بیت المال میں سے مال دیا ہے اور ان لوگوں کو مختلف علاقوں کا گورنر مقرر فرمایا ہے - اس سلسلے میں حضرت عمرؓ نے زخمی ہونے کے بعد فرمادیا تھا:

''مجھے معلوم ہے کہ ان دونوں (حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ) کے ساتھ جنہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر باوقار سمجھتے تھے کہ جبریلؑ سے زیادہ ان کی طرف متوجہ رہتے تھے' یہ لوگ انصاف نہیں کریں گے' چنانچہ یہی ہوا اور ہر طرف سے حضرت عثمانؓ پر الزامات عائد کئے جانے لگے۔

پہلا الزام یہ تھا کہ آپؓ نے اپنے قریبی رشتے داروں کو عطیات دیے ہیں۔ اس الزام کا جواب آپؓ نے یہ دیا کہ میں نے ان لوگوں کو اپنے ذاتی مال میں سے دیا ہے' لیکن شرپسندوں' منافقوں اور حاسدوں نے ان کے اس جواب کو درست تسلیم نہ کیا۔

ان پر دوسرا الزام یہ تھا کہ ایسے لوگوں کو عامل مقرر کیا جو حق دار نہیں تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اگر کچھ لوگ اچھے حاکم ثابت نہیں ہوئے تو میں نے انہیں معزول بھی تو کیا ہے اور سزا بھی تو دی ہے' ایسا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں بھی تو ہو چکا ہے' پھر تم لوگ میری مخالفت پر ہی کیوں تل گئے ہو' باغیوں نے ان کے اس جواب کو بھی نہ مانا۔

ایک الزام یہ تھا کہ آپؓ نے رسول اللہؐ کے بزرگ صحابی حضرت ابوذرؓ غفاری کو شہر بدر کیا تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا:

''ابوذر غفاریؓ کی امیر معاویہؓ سے نہیں بنتی تھی' انہوں نے ابوذرؓ کو میرے پاس بھیج دیا۔ مدینے میں بھی انہوں نے لوگوں سے لڑنا جھگڑنا شروع کر دیا' دراصل ابوذر بہت سختی سے مذہب پر عمل کرنے پر زور دیتے تھے اور لوگ ان باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے' ان حالات میں میں نے ابوذرؓ کی مرضی سے انہیں زبذہ بھیج دیا' اگر ان کی مرضی نہ ہوتی تو میں کبھی ایسا نہ کرتا زبذہ جا کر انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور لوگوں سے ملنا

جلنا چھوڑ دیا' اس میں میں کیا کر سکتا ہوں''۔ ان کا ذکر تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی یہ بات بالکل درست تھی' کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے بارے میں رسول اللہؐ کی حدیث موجود ہے'

آپؐ نے فرمایا تھا:

''ابوذرؓ اس دنیا سے جب رخصت ہوگا تو بالکل تنہا ہوگا''۔

کچھ لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر یہ الزام بھی لگایا کہ آپ نے حضرت ابوذرؓ کو شام سے بلا کر مدینے میں قید کر دیا تھا۔ لیکن یہ بالکل غلط تھا اور من گھڑت الزامات تھے۔

آپؓ نے تو خلیفہ بننے بعد پہلے خطبے میں فرمایا تھا:

''لوگو! تم نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ یاد رکھو' میں اپنے سے پہلوں کی پیروی کرنے والوں میں سے ہوں۔ مجھ پر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کے بعد تین باتیں واجب ہیں' تم سے ان باتوں پر عمل کرانا جو تم میری خلافت سے پہلے مجموعی طور پر قبول کر چکے ہو اور ان پر عمل کرتے رہے ہو' دوسرے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقے پر چلنا' تیسرے یہ کہ تم سے جبراً کچھ نہ لینا جب تک کہ تم سزا کے حق دار نہ ہو۔

دیکھو! دنیا بڑی سرسبز و شاداب نظر آتی ہے اور لوگ اس کی طرف جھک جاتے ہیں' تم اس کی طرف نہ جھکنا اور اس لیے نہ رہنا' کیونکہ دنیا کسی سے وفا نہیں کرتی' یہ کسی کو چھوڑتی بھی نہیں جب تک وہ خود اسے نہ چھوڑے۔

آپؓ نے اپنے گورنروں کو خط لکھا:

''حمد وثناء کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سربراہوں کو حکم دیا ہے کہ رعایا کے ساتھ رعایت کرو' لیکن حد سے زیادہ نرمی نہ برتو' یہ نہ خیال کرو کہ تمہارے افسر اعلیٰ تم سے نرمی کریں گے' اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ لو کہ شرم' امانت اور وفاداری ختم ہو جائے گی۔ یاد رکھو بہترین کردار یہ ہے کہ مسلمانوں اور ان کے معاملات کی چھان بین کرو' جو ان کا ہو' وہ انہیں دے دو' جو کچھ ان پر واجب ہو' ان سے لے لو' یہی سلوک خریدنے والوں سے کرو' یعنی ان کا مال انہیں دے دو اور جو واجبات ہوں' ان سے وصول کر لو' جن علاقوں کو فتح کرو وہاں کے لوگوں سے جو معاہدہ ہو' اس پر پوری طرح کاربند رہو''۔

☆☆☆

آپؓ کے خلاف واقعات کی ابتداء اس طرح ہوئی۔ 26ھ میں آپؓ نے عمرو بن عاص کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے دودھ شریک بھائی عبداللہ بن سعد کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا۔ عبداللہ بن سعد گورنر ہونے کے بعد افریقہ گئے اور بڑی شدید جنگ کے بعد اسے فتح کیا' وہاں کی آمدنی کا پانچواں حصہ وہ مدینے لائے۔ یہ بیت المال میں شامل کیا جانا چاہیے تھا' لیکن اسے ایک شخص مروان بن حکم نے ایک ہزار پانچ سو دینار میں خرید لیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت عثمانؓ نے اس قسم کی اجازت دی۔

اس پر لوگوں نے آپؓ پر الزام لگا' اول یہ کہ انہوں نے اپنے دودھ شریک بھائی کو گورنری دی اور پھر پانچویں حصے کو فروخت کر دیا۔

☆☆☆

ایک اور جھگڑا کوفے میں ہوا' کوفے کے گورنر سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن مسعودؓ سے درخواست کی کہ انہیں بیت المال سے کچھ روپیہ قرض دیا جائے۔ انہوں نے قرض دے دیا' لیکن وہ مقررہ مدت میں قرض واپس نہ کر سکے۔ عبداللہ نے قرض کی ادائیگی پر زور دیا تو جھگڑا شروع ہو گیا' کچھ لوگوں نے عبداللہؓ بن مسعود کا ساتھ تو کچھ نے سعدؓ بن ابی وقاص کا دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ حضرت عثمانؓ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے دونوں کو برا بھلا اور سخت سست کیا۔ سعد بن ابی وقاص کو گورنری سے معزول کر دیا اور عبداللہؓ بن مسعود کو بیت المال کی نگرانی سے الگ کر دیا۔ آپؓ نے کوفے کی گورنری پر ولید بن عقبہ کو مقرر فرمایا۔ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جزیرۃ العرب کے عامل تھے۔ کوفے کی گورنری کے دوران انہوں نے اپنے دروازے پر کوئی دربان تک نہ رکھا۔ ان کا ایک دوست ابوزبید عربی کا بہت اچھا شاعر تھا' ان کے گورنر بننے کے بعد ان کے پاس آ کر رہنے لگا' لوگوں نے الزام لگایا کہ ولید بن عقبہ ابوزبید کو شراب پلاتا ہے۔ یہ الزام لگانے والے فسادی لوگ تھے۔ لوگوں نے عبداللہؓ بن سعود سے بھی جا کر یہ کہہ دیا کہ ولید اور ابوزبید دونوں شراب پیتے ہیں۔ اس طرح یہ بات حضرت عثمانؓ تک پہنچی' لیکن انہوں نے الزام کو درست نہیں سمجھا۔ اس

کے بعد تین آدمی کوفے سے مدینے پہنچے اور یہ گواہی دی کہ ولید بن عقبہ شراب پیتا ہے۔ آخر آپ نے سعید بن عاص کو کوفے بھیجا اور اس کے ذریعے ولید بن عقبہ کو کوڑوں کو سزا دی۔ اس طرح یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ ولید کوفے سے معزول ہو کر مدینے آیا اور حضرت عثمانؓ سے کہا کہ لوگوں نے اس کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عثمان نے فرمایا:

''اگر وہ جھوٹے گواہ ہیں تو دوزخ میں جائیں' اے بھائی صبر کر''۔

لیکن ولید بن عقبہ یہ چاہتا تھا کہ جھوٹے گواہوں کو کوڑے لگائے جائیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ولید بن عقبہ نے اپنی گورنری کے دوران ایک فجر کی نماز میں دو رکعت کی بجائے چار پڑھا دیں اور مڑ کر نمازیوں سے یہ بھی کہا کہ اور پڑھاؤں۔ چنانچہ ولید کی یہ بات حضرت عثمانؓ تک پہنچی اور انہوں نے اسے تازیانوں کی سزا دی۔ اس طرح کوفے کے لوگ ولید کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عثمانؓ نے اسے غلط سزا دی ہے' چنانچہ ایسے لوگ بعد میں ان شر پسندوں میں شامل ہو گئے۔ ولید کے مقابلے میں لوگ سعید کو پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہنا شروع کر دیا:

''افسوس ولید معزول ہو گیا اور اب سعید ہم پر مسلط ہو گیا' وہ بڑھاتا تو کیا' اس نے تو غلے کی تقسیم میں کمی کر دی''۔

اس تقرر سے بھی کچھ لوگ حضرت عثمانؓ سے ناراض ہو گئے۔ غرض یہ کہ سعید بن عاص کی کوفے میں آمد ایک بلا نازل ہونے کے برابر تھی' یہیں سے حضرت عثمانؓ کے

خلاف بغاوت کی ابتداء ہوئی۔

☆☆☆

ایک اور چکر یہ چلا کہ حضرت حذیفہؓ 30ھ میں فتح کیے ہوئے علاقوں کے سفر پر گئے۔ واپسی پر کوفے سے گزرے تو سعید بن عاص (گورنر کوفہ) سے کہا:

''میں نے سفر کے دوران ایک عجیب بات دیکھی ہے''۔

''وہ کیا؟'' سعید بن عاص نے پوچھا

حذیفہؓ نے جواب دیا۔

''لوگ قرآن کو مختلف طریقوں سے پڑھتے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ وہ ایک حالات پر قائم نہیں رہیں گے بلکہ قرات کے طریقے میں اختلاف بڑھتا چلا جائے گا''۔

''وہ کیسے؟'' سعید بن عاص نے پوچھا۔

''وہ ایسے کہ حمص کے لوگ کہتے ہیں، ان کی قرات دوسروں کی قرات سے بہتر ہے، کیونکہ انہوں نے مقداد سے سیکھی ہے، یہی حال اہل کوفہ کا ہے، ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے قرات ابن سعود سے سیکھی ہے، اہل بصرہ کہتے ہیں وہ قرات ابوموسیٰ اشعری کی طرز پر پڑھتے ہیں''۔

اسکے بعد حضرت حذیفہؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی حالات بیان کیے، چنانچہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا، ان سب نے حضرت حذیفہؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے ایک

آدمی کو حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس بھیجا' ان کے پاس قرآن شریف کا ایک نسخہ موجود تھا- یہ نسخہ حضرت ابوبکرؓ نے اس وقت مرتب کرایا تھا- جب جنگ یمامہ میں حافظوں کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تھی' حضرت حفصہؓ نے اپنا نسخہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا' آپؓ نے زید بن ثابت' ابن زبیر' سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث کو حکم دیا کہ اس کے مطابق ایک اور نسخہ تیار کریں' یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی حرف کی قرات کے بارے میں ان کا آپس میں اختلاف ہو تو وہ قریش کی لغت سے مدد لیں- اس کے بعد اس ایک نسخے سے کئی اور نسخے تیار کیے گئے اور ان میں سے ایک ایک نسخہ ہر شہر میں بھیج دیا گیا' باقی تمام نسخے واپس منگا لئے گئے اور انہیں جلا دیا گیا- اس قابل قدر حکم اور عمل پر حضرت عثمانؓ کی بہت تعریف ہوئی' لوگوں نے اسے بہترین عمل کہا- لیکن ابن مسعود اور ان کے ساتھیوں نے اسے پسند نہیں کیا' یہ وہی عبداللہؓ بن مسعود ہیں جو کوفے کے بیت المال کے نگران تھے اور جن کا کوفے کے گورنر سعدؓ بن وقاص سے قرض کی ادائیگی پر جھگڑ ہوا تھا اور حضرت عثمانؓ نے دونوں کو معزول کر دیا تھا' یہی وجہ تھی کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے حضرت عثمانؓ کے قرآن شریف جلانے کے عمل کی مخالفت شروع کر دی- جب حضرت علیؓ کوفے میں تشریف لے گئے تو لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے- ان میں عبداللہؓ بن مسعود سب سے آگے تھے- انہوں نے حضرت عثمانؓ کے اس عمل کو برا ٹھہرایا مگر حضرت علیؓ نے فرمایا:

''اگر عثمانؓ کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا' تم عثمانؓ کے متعلق غلط رائے رکھتے ہو' تم کہتے ہو' وہ قرآن کو جلانے والے ہیں' لیکن تم یہ تو بتاؤ' تمہارا اس قرات کے

بارے میں کیا خیال ہے جس کے متعلق ہر شخص کہتا ہے کہ وہ دوسرے سے بہتر ہے اور دوسرے بھی یہ کہتے ہیں، یہ تو صاف کفر ہے۔ جب اب یہ حال ہے تو آئندہ کیا ہوگا''۔

حضرت علیؓ کی باتیں بھی عبداللہؓ بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کو مطمئن نہ کر سکیں۔

حضرت عثمانؓ کو اس بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے خط کے ذریعے عبداللہؓ بن مسعود کو برا بھلا کہا۔ آپؓ نے اسے لکھا:

''جو ہم کہتے ہیں تم اسے غلط سمجھتے ہو اور خود کو صحیح سمجھتے ہو، یاد رکھو، قرآن کتاب واحد ہے اور ذات واحد کی طرف سے نازل ہوئی ہے، ہم تمام مہاجرین اور انصار نے رسول کریمؐ کی زبان مبارک سے قرآن کے بارے میں یہ سنے ہیں، لہذا اب اس کے بعد کوئی رائے زنی نہ ہونے پائے۔

☆☆☆

ایک اور اتفاق یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی انگوٹھی عثمانؓ کے ہاتھ میں تھی۔ اس انگوٹھی پر محمد الرسول اللہ لکھا تھا اور آپ اس سے خطوط پر مہر لگایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس بھی یہ انگوٹھی تھی۔

اریس کے مقام پر جو مدینے سے دو میل کے فاصلے ہے، اہل مدینہ کے ملئے ایک کنواں کھودا گیا تھا، ایک حضرت عثمانؓ کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے تھے، آپ نے انگوٹھی انگلی میں سے نکال کر اس کا عکس کنویں میں ڈالنا چاہا لیکن انگوٹھی کنویں میں گر گئی، کنویں کی صفائی کرائی گئی اور سارا پانی نکال دیا گیا لیکن انگوٹھی نہ ملی، نہ ہی کنویں کی

گہرائی میں اس کا کوئی پتا چلا۔ اس واقعے کو بھی مخالفین نے خوب اچھالا۔

☆☆☆

33ھ میں ایک جماعت نے حضرت عثمانؓ کے خلاف تحریک شروع کی اور آپ پر کچھ الزامات عائد کیے مثلاً سعیدؓ بن عاص کی گورنری پر مقرر کیا گیا اور ولید بن عقبہ کو معزول کیا گیا۔ اپنے دودھ شریک بھائی عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے الزامات عائد کیے گئے' اس جماعت میں مالک اشتر' اسود بن یزید' علقمہ بن قیس' صعصہ' عبداللہ بن سبا' (یہ شخص ابن سودا کے نام سے مشہور تھا) اور سودان بن حمران تھے' سودان بن حمران کو بھی حضرت عثمانؓ نے کسی جرم پر کوڑوں کی سزا دی تھی۔ ان لوگوں میں عمیر بن ضابی اور کمیل بن زیاد بھی تھے' ان لوگوں نے دوسروں کو خط لکھ کر حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دی تھی اور اس کی اطلاع خود حضرت عثمانؓ کو بھی دے دی تھی۔

حضرت عثمانؓ نے یہ اطلاع ملنے پر اپنے عاملوں کو طلب کیا' وہ آئے تو آپؓ نے انہیں حالات سے باخبر کیا۔ مگر یہ عامل بھی آپس میں اختلافات کا شکار ہو گئے آپ نے کچھ لوگوں کو باغیوں کو سمجھانے کی غرض سے بھی بھیجا' لیکن بات نہ بنی۔ حضرت علیؓ نے بھی ان لوگوں سے بات کی۔ انہیں ڈرایا دھمکایا تو انہوں نے اپنے الزامات حضرت علیؓ کو سنا دیئے' حضرت علیؓ انکے الزامات سن کر حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور انہیں ان کے خیالات سے باخبر کیا۔ آخر آپ خود باہر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کیا۔

آپؓ نے ان سے کچھ باتوں کی معافی بھی مانگی' لیکن اسی وقت مروان بن حکم نے اٹھ کر کہا:

''اگر تم چاہو تو ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی' ہم نے اب تک تم سے درگذر سے کام لیا ہے مگر تمہاری سرکشی بڑھتی جا رہی ہے' یاد رکھو' تمہیں زمین کی تہہ میں پہنچا دیا جائے گا''۔

حضرت عثمانؓ نے اس سے کہا:

''تم خاموش رہو' اگر تم خاموش نہیں رہو گے تو میں اور لوگوں کو طلب کر لوں گا''۔

یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ بھی منبر سے اُتر کر گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد لوگ آپؓ کے متعلق الزامات کے سلسلے میں دیر تک باتیں کرتے رہے۔

☆☆☆

عبداللہ بن سبا عرف ابن سودا ایک یہودی تھا۔ مکے اور مدینے والے اسے اور اس کے مکروفریب کو جانتے تھے' اس لئے وہ اس کے چکر میں نہ آئے۔ اس کے بعد وہ بصرے گیا اور قبیلہ عبدقیس میں ٹھہرا' اس کے اردگرد سعید بن عاص' اشتر' ابوزینب اور ابومورع اور ان جیسے کچھ لوگ جمع ہو گئے' ان لوگوں میں اپنے خیالات کا زہر پھیلا کر ابن سبا شام چلا گیا' وہاں سے مصر پہنچا' یہاں اس کی دال خوب گلی' لوگ اس کی ریشہ دوانیوں میں شریک ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی بندوں کو دوسرے شہر میں

اطلاع دی اور گمراہی میں ان کی مدد کی- اسی لئے عبداللہ بن سبا وہ پہلا آدمی ٹھہرا جس نے حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں کو اکسایا- اس کے ساتھ ساتھ دوسرے الزامات شامل ہوتے چلے گئے' یہاں تک کہ ایک آگ سی بھڑک اٹھی-

اسی طرح سعید بن عاص خود نہیں بہکا تھا' اسے بہکانے والے عبداللہ ابن سبا' اہل کوفہ اور کچھ مصری تھے- ان میں کچھ لالچی اور خود غرض بھی شامل ہو گئے تھے- یہ وہ زمانہ تھا جب سعید بن عاص کوفے کی گورنری سے معزول ہو کر جانے والا تھا جب وہ کسی مجلس میں بیٹھتا تو یہ لوگ ایک ایک کر کے اس کے پاس جمع ہو جاتے- پھر ایک روز سب مل کر آ گئے اور اسے پر چانے لگے- اس کی تعریف کرنے لگے' آخر میں بولے:

''کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ کوفے سے کچھ فاصلے پر فرات کے اس طرف کا کچھ حصہ آپ کے قبضے میں ہو''-

پھر سب ایک ساتھ بولے-

''ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ وہ حصہ آپ کو عطا کرنے والا ہے''-

سعید کو اکسانے والوں میں مالک اشتر' ابن ذی حلبہ' جندب' صعصہ' ابن کوا' کمیل اور عمیر بن ضابی تھے' اس وقت سعید نے انہیں ٹال دیا' وہ پھر آئے تو اس کے والد نے انہیں روکا' وہ واپس چلے گئے' پھر قبیلہ بنو اسد کے کچھ لوگ سعید کے پاس آئے اور اس قسم کی باتیں کیں' یہ بھی کہا کہ وہ موجودہ خلیفہ سے ان کا پیچھا چھڑائے' لیکن سعید بن عاص نے انکار کر دیا اور کہا:

''میں ایسی کسی تحریک میں حصہ نہیں لوں گا''-

کوفے کے کچھ نیک اور شریف لوگوں نے ان حالات کی خبر حضرت عثمانؓ کو دی۔

انہوں نے انہیں کہا:

''ان لوگوں کو معاویہؓ کے پاس بھیج دو''۔

چنانچہ ان لوگوں کو کسی نہ کسی طرح کوفے سے شام کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ وہ گنتی میں دس تھے۔ اہل کوفہ کے شرفاء نے یہ اطلاع بھی حضرت عثمانؓ کو دے دی۔ انہوں نے فوراً حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا:

''کوفے سے کچھ لوگ تمہارے پاس آ رہے ہیں' یہ لوگ فساد کی بنیاد ڈالنے والے ہیں' لہذا تم انہیں دیکھو اور ان کی نگرانی کرو' اگر وہ سیدھے راستے پر آ جائیں تو انہیں معاف کر دینا' ورنہ جو مناسب سمجھو' وہ کرنا''۔

جب یہ لوگ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس پہنچے تو وہ ان سے تنہائی میں ملے اور انہیں ایک گرجے میں ٹھہرایا اس گرجے کا نام کلیسائے مریم تھا۔ حضرت معاویہؓ رات دن ان کے ساتھ رہے۔ پھر ایک دن ان سے بولے:

''تم اسلام لا چکے ہو' لیکن کام اب بھی مشرکوں والے کرتے ہو' تم قریش کو طعنے دیتے ہو' حالانکہ وہ قریش ہی ہیں جنہوں نے تمہیں اسلام کی تعلیم دی اور اس کی روح تم میں پھونکی' ہم نے اب تک تمہیں ڈھیل دی ہے' لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اگر ظلم و فساد پر اترے تو ہم صبر کر کے بیٹھ جائیں گے۔ ایسے کاموں سے باز آؤ جو تمہارے بعد بھی قوموں پر اثر انداز ہوتے رہیں۔ تمہارے دلوں میں شیطانی وسوسے ہیں' مگر اللہ تعالیٰ سب پر حاوی ہے۔ اسی کا حکم' حکم ہے' اس نے چاہا تو تم ذلیل اور خوار ہو گے' تم لوگ اہل فارس کے

غلام تھے' اسلام نے تمہیں عزت دی' اب چاہو تو اسے رہنے دو یا ضائع کر دو''۔

اس قسم کی بہت سی باتیں ان کے درمیان ہوئیں' آخر میں حضرت امیر معاویہؓ نے ان سے کہا:

''اب تمہارا جدھر جی چاہا چلے جاؤ۔ اللہ تمہارے ذریعے کسی کو نفع پہنچائے گا نہ نقصان۔تم اللہ کے راستے سے پھر گئے ہو' اگر نجات چاہتے ہو تو نیکوں میں شامل ہو جاؤ' جب لوگوں کو فراغت اور فراخی حاصل ہو گی تو تمہیں بھی تمہارا حصہ مل جائے گا۔ الگ تھلگ رہ کر تم کسی بھلائی کی امید نہ رکھو۔ اب جہاں چاہے چلے جاؤ' میں امیر المومنین (حضرت عثمانؓ) کو تمہارے بارے میں لکھ رہا ہوں۔

اس واقعے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا۔

''جن لوگوں کے بارے میں آپؓ نے لکھا تھا' وہ یہاں آئے تھے۔ نہ ان میں عقل ہے نہ دین سے انہیں کوئی تعلق۔ اسلام نے انہیں بوجھ سمجھ کر پھینک دیا ہے۔ یہ لوگ کسی چیز میں اللہ کی پسند یا ناپسند کا خیال نہیں کرتے' انہوں نے فتنہ اور فساد کو اپنی عادت بنا لیا ہے۔ اللہ انہیں ذلیل اور خوار کرے گا۔ ان میں سے اکثر شور شرابے کے سوا کچھ نہیں جانتے''۔

دمشق سے مایوس ہو کر ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ اب کوفے کو واپس جانا فضول ہے' پھر یہ طے پایا کہ جزیرے کی طرف چلا جائے اور وہاں سے شام اور عراق کے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دی جائے' چنانچہ وہ لوگ دمشق سے چل کر جزیرہ گئے' لیکن ان کا سامنا عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید سے ہو گیا۔ انہوں

نے ان سے کہا:

''میں خالدؓ بن ولید کا بیٹا ہوں جس کے سامنے سارے عجم نے گھٹنے ٹیک دیئے' میں فسادیوں کی جڑ کاٹنے والے کا بیٹا ہوں' اے صعصہ جو لوگ میرے ساتھ ہیں' اگر میں انہیں اشارہ کر دوں تو تیری ایک ایک بوٹی الگ کر کے ادھر ادھر بکھیر دیں' جان لو' جو بھلائی سے نہیں مانتا' اسے برائی سے سیدھا کیا جاتا ہے' جو بکواس تم لوگوں نے سعید بن عاص اور معاویہؓ کے سامنے کی ہے' وہ میرے سامنے نہ کرنا''۔

وہ لوگ ان کی گفتگو سے گھبرا گئے اور بولے:

''ہم اللہ کو گواہ بنا کر توبہ کرتے ہیں اور اب اس توبہ کو کبھی نہیں توڑیں گے''۔

اس کے بعد اشتر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عثمانؓ نے اشتر کی معافی قبول کر لی' نہ صرف انہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کو بھی معاف کر دیا اور فرمایا:

''جاؤ! اللہ تمہیں سلامت رکھے اور نیکی کی توفیق دے''۔

☆☆☆

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تقریباً دسویں سال میں یزید بن قیس کو عمدان کا عامل مقرر کر کے بھیجا گیا۔ یزید بن قیس ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت عثمانؓ کی معزولی کے خواہشمند تھے۔ اس کے گرد عبداللہ بن سبا جیسے لوگ آنے جانے لگے اور سازشیں کرنے لگے۔ سعید بن وقاص کے خلاف بھی باتیں ہونے لگیں۔ سعید بن عاص گورنر نے ان حالات کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو دی اور خود کو گورنری سے الگ کرنے کے بارے میں

بات کی' چنانچہ سعید بن عاص کی جگہ ابوموسیٰ گورنر بنا دیئے گئے' لیکن شر پسند پھر بھی باز نہ آئے اور ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔

☆☆☆

قبیلہ کلب کا ایک شخص ضابی بن حارث اود بلاؤ کا شکار کرتا تھا' یہ جانور حرام ہے' جب ضابی کوفے میں آیا تو ان دنوں ولید بن عقبہ کوفے کے گورنر تھے' انہوں نے اسے قید کر دیا جس پر اس کا قبیلہ بگڑ گیا' اور ولید سے نفرت کرنے لگا' ان کا زور اس قدر بڑھا کو ولید کو مجبوراً ضابی کو رہا کرنا پڑا۔ اس پر بھی ان لوگوں نے بس نہ کی اور ولید کی شکایت حضرت عثمانؓ سے کر دی۔ حضرت عثمانؓ نے واقعات سننے کے بعد ضابی کو قید کرا دیا۔ الزام یہ تھا کہ وہ حرام جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ قید ہی میں اس کا انتقال ہو گیا' قید کے دوران اس نے اس قسم کے اشعار لکھے جن سے اس کی بے گناہی اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ غیر منصفانہ ظاہر ہوتا تھا۔ یہ اشعار اس کے قبیلے والوں نے خوب اچھالے اور وہ حضرت عثمانؓ کے خلاف جمع ہونے لگے۔ ان میں ضابی کا بیٹا عمیر پیش پیش رہا۔ دراصل ان لوگوں کا لیڈر بھی عبداللہ بن سبا تھا اور ان کے ساتھ ایک شخص کمیل بن زیاد بھی تھا' ایک روز جب یہ دونوں حضرت عثمانؓ کے قتل کا ارادہ لے کر کوفے سے روانہ ہوئے' لیکن راستے ہی میں عمر بن ضابی کمیل بن زیاد ان سے الگ ہو گیا اور مدینے پہنچ گیا۔ حضرت عثمانؓ سے اس کا سامنا ہوا تو لگا ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور قسمیں کھانے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا اور نہ یہاں کسی برے ارادے سے آیا ہوں' لوگوں نے آپ سے

کہا بھی کہ اسے ختم کر دیجئے - لیکن آپؓ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ امن کا حامی ہے' اگرچہ اس نے جو کچھ کہا' اطلاعات کے بالکل خلاف ہے' پھر بھی میں اسے سزا نہیں دوں گا''-

پھر اس سے بولے:

''جو کچھ تو نے ہمارے سامنے کہا' اگر وہ درست ہے تو جا' میں تجھے کچھ نہیں کہتا' اگر تو میری جان کا دشمن ہے تو خدا کی قسم' وہ تجھے راس نہیں آئے گی - اگر تو سچا ہے تو خدا تجھے اس کا اجر دے گا اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو اس کا بدلا تجھے خدا دے گا''-

کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی اپنی چالوں میں مصروف رہے' یہاں تک کہ جب عراق سے حاجی پہنچے تو انہوں نے عمیر بن ضابی کے بارے میں حضرت عثمانؓ کو تفصیل سے بتایا کہ وہ کس طرح سازشوں میں مصروف ہے' اس وقت عمیر بھی وہاں موجود تھا' چنانچہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا - کمیل بن زیاد کے بارے میں بھی اطلاعات مل چکی تھیں' اسے طلب کیا گیا تو اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اسود بن ہاشم نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا -

☆☆☆

36ھ میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ غفاری کے درمیان قرات کی ایک آیت پر بحث ہوئی - دونوں میں کچھ تلخ کلامی بھی ہوئی - حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ ابوذرؓ شام میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں - آپؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو

لکھا کہ تم انہیں سفر کا سامان دے کر میرے پاس بھیج دو۔

حضرت ابوذرؓ شام سے مدینے پہنچے تو حضرت عثمانؓ سے گفتگو کے بعد انہوں نے ربذہ جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؓ نے انہیں اجازت دیتے ہوئے سواری کے لئے ایک اونٹ دیا اور سفر خرچ کے علاوہ غلام بھی عنایت فرمائے۔ انہوں نے ربذہ پہنچ کر ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ حضرت معاویہؓ نے ان کے گھر والوں کو بھی ربذہ بھیج دیا۔ دراصل ابوذر شام کے لوگوں کو یہ کہتے پھرتے تھے۔

''تم لوگ مال و دولت جمع کرتے ہو اور فقیروں اور مسکینوں پر خرچ نہیں کرتے' خدا تمہیں جہنم میں ڈالے گا اور تم چاروں طرف سے جلو گے''۔

یہی باتیں وہ غریبوں کے سامنے کرتے تو وہ دلیر ہو جاتے اور مال دار لوگوں کو چھیڑتے۔ ابوذرؓ کچھ غلط نہیں کہتے تھے' قرآن کی رو سے بات کرتے تھے' لیکن جب اس طرح فساد کا اندیشہ ہوا تو حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ مدینے پہنچ کر جب انہوں نے لوگوں کا وہی حال دیکھا جو شام میں تھا تو بولے کہ یہ معاشرہ احکم الٰہی سے لاپروائی برت رہا ہے' جلد غارت ہو جائے گا' چنانچہ انہوں نے ربذہ جانے کی اجازت مانگ لی۔ رخصت ہوتے وقت ابوذرؓ نے کہا تھا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب یہاں برائیوں کی بنیاد پڑتے دیکھو تو یہاں سے چلے جانا''۔

حضرت عثمانؓ نے انہیں جانے کی اجازت دے دی لیکن یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر آپ اس شرط پر واپس آنا چاہیں کہ کوئی بحث مباحثہ نہیں کریں گے تو آ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کے بارے میں فرمایا تھا:

''لوگ ابوذرؓ کی مخالفت کریں گے' حالانکہ وہ صحیح راستے پر ہوں گے' وہ اکیلے ہی چلیں گے اور اکیلے ہی وفات پائیں گے''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا' ان کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت سے آٹھویں سال میں ہوئی' جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے اپنی بیٹی سے پوچھا' بیٹی! کیا کوئی آیا ہے' وہ بولیں' نہیں تو' پھر آپؓ نے کہا' ایک بکری ذبح کرلو' چنانچہ انہوں نے بکری ذبح کر کے ٹانگ دی۔ اس کے بعد انہوں نے پھر پوچھا' کیا کوئی آیا ہے' وہ بولیں' جی ہاں' کچھ آتو رہے ہیں۔ آپؓ نے کہا' میرا منہ قبلے کی طرف کردو' پھر بولے۔

''الحمد اللہ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر قائم ہوں''۔

اتنا کہنے کے بعد آپؓ انتقال فرما گئے۔ بیٹی نے باہر دیکھا تو کچھ لوگ دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ پوچھا۔

''کیا آپ بابا سے ملنے آئے ہیں' آیئے دیکھ لیجئے۔''

جب وہ لوگ اندر پہنچے تو ابوذرؓ وفات پا چکے تھے انہوں نے کفن دفن کی تیاری کی تو بیٹی بولیں۔

''بابا نے آپؓ کو قسم دلائی ہے کہ انہیں دفنانے کے بعد جب تک کچھ کھا نہ لیں' جایئے گا نہیں''۔

وہ انہیں دفنا کر فارغ ہوئے تو گھر میں گوشت کی ہانڈی تیار ہو چکی تھی' چنانچہ وہ لوگ کھانے لگے اور بولے:

''یہ تو بڑی نعمت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوازا ہے''۔

پھر یہ لوگ ابوذرؓ کی بیٹی کو مدینے لے گئے اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کر دیا' آپؓ نے انہیں اپنے گھر والوں کے حوالے کیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے' کاش ہمیں اطلاع مل جاتی تو ہم جنازے میں ضرور شرکت کرتے''۔

حضرت ابوذرؓ کی وفات کے بارے میں بھی شرپسندوں نے طرح طرح کی باتیں گھڑیں اور حضرت عثمانؓ پر الزامات لگائے' حالانکہ وہ ان کے معاملے میں بھی بالکل بے قصور تھے۔

☆☆☆

عبداللہ بن سبا (ابوسودا) مصر پہنچا اور لوگوں کو بھڑکانے لگا ان میں عجمی خیالات پیدا کیے' لوگ اس کے ساتھ گھل مل گئے۔ اس نے انہیں کفر کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اب اس نے انہیں وہاں کے گورنر عمرو بن عاص کے خلاف اُبھارا' اس کی کوششوں سے عمرو بن عاص کے خلاف شکایات حضرت عثمانؓ تک پہنچیں' انہوں نے مجبوراً عمرو بن عاص کو معزول کر کے مصریوں کی خواہش کے مطابق وہاں گورنر عبداللہ بن سعد کو بنا دیا۔ یہی ابن سبا چاہتا تھا کیونکہ عبداللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے دودھ شریک بھائی تھے' لہذا لوگ الزام لگانے لگے کہ عثمانؓ اپنے قریبی رشتے داروں کو عامل مقرر فرما رہے ہیں۔

☆☆☆

ابن سودا کے فتنے سے پہلے حالات بہت پرسکون تھے۔ لوگ سکھ کے دن بسر کر رہے تھے، آپؓ نے ہر وہ کام کیا جس سے لوگوں کو آرام پہنچے، آپؓ کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ باہر سے آنے والے اکثر لوگ آپؓ کو خلیفہ کی حیثیت سے پہچانتے بھی نہیں تھے، آپؓ لوگوں سے ملنے میں پہل کرتے، لوگ کہتے تھے:

''ہم نے ایسے اچھے دن پہلے کبھی نہیں دیکھے''

دراصل واقعہ یہ ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں اس ایک فتنے کے سوا کسی فتنے نے سر نہیں ابھارا۔ دوسرے شہروں کے لوگ قریش کی سخاوت دیکھ کر سوچا کرتے تھے کہ جب یہ لوگ ایسے ہیں تو ان کا خلیفہ کیسا ہوگا، لیکن اس صاف اور پرسکون فضا کو ابن سودا کی آمد نے درہم برہم کر دیا، دنیا ہی بدل گئی، ٹوٹ پھوٹ شروع ہوئی اور لوگ آپؓ کی جان کے دشمن ہو گئے۔

مدینے میں پہلے پہل یہ حالات اس طرح شروع ہوئے کہ حضرت عثمانؓ کو بتایا گیا مدینے کے لوگوں میں کبوتر بازی اور شرط بازی کا رجحان بڑھ رہا ہے، جگہ جگہ کبوتر بازی کے اڈے قائم ہو گئے ہیں، لوگ ہر وقت اس برے کام میں مصروف رہتے ہیں، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے تفتیش کرائی اور یہ بات ثابت ہونے پر سارے کبوتر خانے اور بازی خانے توڑ ڈالے گئے۔ اس کی روک تھام کے لئے حضرت عثمانؓ نے پہلے نرمی اختیار کی، پھر سختی، اس لئے اس قسم کے لوگ ان کے خلاف ہو گئے اور جب ابن سودا کا فتنہ برپا ہوا

تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کا ساتھ دینے کی بجائے ابن سودا جیسے لوگوں کا ساتھ دیا۔

☆☆☆

مدینے کے کچھ شر پسند اور فسادیوں کو آپؓ نے شہر بدر کر دیا تھا' لوگوں نے اس پر بھی اعتراض کیا' حالانکہ حضرت عثمانؓ نے کہا بھی:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو حکم بن ابوالعاص کو شہر بدر کیا تھا' پھر جب اسے معافی دے دی تو واپس بلا لیا' اس کے بعد خلیفہ اول اور ثانی نے بھی لوگوں کا شہر بدر کیا' اگر میں نے ایسا کر دیا تو کون سا نیا کام کیا' میں دیکھ رہا ہوں' حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں' کیا میں تمہارے کہنے میں آ کر نرمی کی بناء پر نا جائز کو جائز قرار دے دوں میں شریعت کے احکامات کا پابند ہوں اور خدا سے ڈرتا ہوں تم بھی خدا سے ڈرو اور عبرت پکڑو''۔

لیکن وہ لوگ ان باتوں سے مطمئن نہ ہوئے:

محمد بن حذیفہ بچپن میں ہی یتیم ہو گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس کی پرورش کی۔ اس کے علاوہ بھی تمام یتیموں کی پرورش انہوں نے خلافت سے پہلے ہی اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو محمد بن حذیفہ نے آپ سے کسی علاقے کی گورنری مانگی۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

''اے میرے بیٹے! کیا یہ کافی نہیں کہ میں نے تمہاری پرورش کی' ماشاء اللہ اب تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو' پھر بھی چاہتے ہو کہ تمہیں کہیں کا گورنر بنا دیا جائے''۔

یہ جواب سن کر اس نے کہا:

''تو مجھے روزگار کی تلاش میں باہر جانے کی اجازت دے دیں''۔

''تم جہاں چاہو جا سکتے ہو'' آپؓ نے فرمایا اور نہ صرف اسے اجازت دی بلکہ کافی سامان بار برداری کے لئے سواری اور بہت سی چیزیں بھی دیں، مگر جب مصر کے فتنے نے سر ابھارا تو وہ بھی باغیوں میں شامل ہو گیا۔

☆☆☆

عمار بن یاسر اور عباس بن عتبہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا' معاملہ حضرت عثمانؓ تک پہنچا۔ آپؓ نے دونوں کو سزا دی' چنانچہ عمار کی اولاد اور عتبہ کی اولاد میں دشمنی شروع ہو گئی لیکن جب حضرت عثمانؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو دونوں باغیوں میں شامل تھے' کیونکہ اس وقت ان دونوں کا مقصد ایک ہو گیا' یہی کہ حضرت عثمانؓ سے بدلہ لیں۔

☆☆☆

محمد بن ابوبکرؓ کی لوگ اس لئے عزت کرتے تھے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے ہیں، لیکن اس عزت نے انہیں لالچی اور غصیلہ بنا دیا' وہ خوشامد پسند ہو گئے یہاں تک کہ مغرور ہو گئے' دوسروں کے مال کو اپنا مال سمجھنے لگے' دولت سمیٹنا ان کے نزدیک انکا حق بن گیا' یہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے ان سے باز پرس کی' ڈرایا دھمکایا بھی' لیکن اس کے بعد ان کے غصے اور لالچ میں اور اضافہ ہو گیا' چنانچہ جب لوگ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے ارادے سے ان کے مکان کی طرف بڑھے تو اس وقت محمد بن ابی

بکرؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔

☆☆☆

اب ابن سودا (عبداللہ بن سبا) کا زور بڑھ گیا تھا' اس نے شہر شہر گھوم کر لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا' جہاں گیا' لوگوں سے گھل مل گیا' وہ لوگوں سے کہتا:

''مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو یہ تو یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ لوٹ آئیں گے مگر یہ یقین نہیں کرتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوٹ کر آئیں گے' حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی زیادہ یقینی ہے۔ ہزاروں نبی آئے اور ہر نبی کا ایک وصی (وصیت پر عمل کرنے والا) ضرور تھا چنانچہ آنحضورؐ کے وصی علیؓ ہیں اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو نہ مانا اور حضرت علیؓ کو ان کا وصی تسلیم نہ کیا' اس سے ظالم اور جاہل کون ہوگا اور عثمانؓ وہ شخص ہے۔ جس نے علیؓ کا حق بغیر اپنے کسی ذاتی حق کے چھین لیا' تم اس بات پر زوردار تحریک چلاؤ' اپنے امیروں پر لعن طعن کرو' لوگوں کو اس کام میں اپنے ساتھ ملاؤ''۔

اس قسم کے الفاظ وہ شہر شہر کہتا پھرا' یہاں تک کہ لوگوں میں واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹ کر آنے یا نہ آنے پر بحث مباحثے ہونے لگے' چنانچہ یہ وباء ایک شہر سے دوسرے شہر تک پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ مدینے تک بھی پہنچ گئی' مگر جو یہ لوگ چاہتے تھے' اس کا اظہار انہوں نے نہیں کیا' گڑبڑ اور افراتفری کا یہ عالم ہوا کہ اہل مصر

کہتے تھے' اب مدینے میں جو گڑبڑ ہو گی- اس سے اہم الگ تھلگ ہیں' جبکہ مدینے والے یہ کہتے تھے ادھر ادھر جو فتنہ پھیل رہا ہے' وہ اس سے محفوظ ہیں-

☆☆☆

مدینے کے لوگ فتنہ وفساد کی خبریں سن کر پریشان ہو گئے- وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے اور ان حالات کی تحقیق کرانے کا مشورہ دیا- آپؓ نے ان کا مشورہ قبول کیا اور محمد بن سلمہ کو کوفے کی طرف' اسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف اور عمار بن یاسر کو مصر کی طرف تحقیقات کے لئے روانہ کیا- پہلے دو حضرت تو امن وامان کی خبریں لے کر لوٹے لیکن عمار بن یاسر نہ آئے' ان کے بارے میں مصر کے گورنر نے حضرت عثمانؓ کو یہ اطلاع دی-

''مصر کے کچھ سرکش لوگوں نے عمار بن یاسر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے' وہ ان کے پاس آتے جاتے ہیں- ان لوگوں میں ابن سودا' خالد بن ملجم' سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر بھی شامل ہیں- یہ لوگ چاہتے ہیں کہ عمار بھی وہی کہیں جو یہ کہتے ہیں' یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر سے ظہور ہو گا- وہ لوگ عمار بن یاسر کو بھی آپؓ کے خلاف اور آپ کی معزولی کے حق میں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ مدینے کے لوگ بھی اس معاملے میں ان کے ساتھ ہیں' اب اگر آپ چاہیں تو ان لوگوں کو ختم کر دوں''- جواب میں حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا:

''اے میرے بھائی! میں ان لوگوں کو قتل کرانا نہیں چاہتا' خدا عمار سے اور اس کے

ساتھیوں سے جس طرح چاہے انتقام لے گا جو لوگ اطاعت سے باہر نہ ہوں' انہیں نہ چھیڑو اور انہیں عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے دو''۔

آپؓ نے ایک خط عمار بن یاسر کو بھی لکھا' جس کے الفاظ یہ تھے:

''میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے اطاعت سے بال برابر بھی منہ موڑا' یا تمہاری طرف سے اس میں کچھ فرق آیا' تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا' مجھے اپنے سر کی قسم ہے کہ میری عمر یا میرے رزق کو تم میں سے کوئی چاہے بھی تو کم نہیں کر سکتا' بہر حال اللہ تمہیں معاف فرمائے''۔

حضرت عثمانؓ کی اس نرمی کے باوجود اہل مصر نے چاہا عمار بن یاسر اور اس جیسے دوسرے لوگ کو قتل کر دیں مگر عبداللہ ابن سعد نے انہیں روکا اور اس کی حفاظت بھی کی اور جب اس نے مدینے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو عبداللہ ابن سعد نے حضرت عثمانؓ کے حکم سے اسے سفر کا سامان بھی دیا۔ جب وہ مدینے میں آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپؓ نے فرمایا:

''اے پست انسان! کیا تم مجھ سے صرف اس لئے ناراض ہو کہ میں نے تمہیں اور عباس بن عقبہ کو جھگڑنے پر سزا دی تھی' لیکن تم یہ کیوں بھول گئے کہ میں نے تمہیں نیکی کے راستے پر لگانے کیلئے ایسا کیا اور پھر تمہیں عطیات بھی دیئے' کیا تم مجھ سے اس لئے ناراض ہوئے کہ میں تمہیں اور اسے سزا دی (یعنی عباس بن عقبہ کے ان کا آپس میں جھگڑا ہوا تھا) تم جانتے ہو' میں نے اپنی ہر چیز امت کے مستحق لوگوں کے لئے وقف کر رکھی ہے' جب تک تم حد سے نہیں بڑھے' تم میرے قریب تھے' لیکن عمار اب تم میرے

سامنے سے چلے جاؤ، کیونکہ میں اصول نہیں چھوڑ سکتا''۔

چنانچہ وہ آپؓ کے پاس سے چلا گیا' مدینے کے لوگ بھی اسے بری نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس دوران آپؓ نے اپنے تمام گورنروں کو مدینے طلب فرمایا اور ان سے فتنہ برپا کرنے کا ارادہ رکھنے والوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ ایسے تمام لوگوں کو قتل کر دیا جائے' لیکن آپؓ نے یہی کہا۔

''میں سمجھتا ہوں' ان لوگوں کو سیدھے راستے پر لانا مشکل ضروری ہے' لیکن ناممکن نہیں' اور وہ طریقہ نرمی کے سوا کچھ نہیں' میں مرتے دم تک اپنے طریقے سے نہیں ہٹوں گا''۔

☆☆☆

مشورہ کے دوسرے روز جب حضرت امیر معاویہؓ آپؓ سے رخصت لینے کیلئے آئے تو کہنے لگے:

''امیرالمومنینؓ! آپ میرے ہمراہ شام چلیں' وہاں آپؓ کو ایسے جاں نثار ملیں گے جو اس سے پہلے آپ کی نظر سے نہ گزرے ہوں گے''۔

حضرت عثمانؓ نے یہ سن کر فرمایا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کسی صورت ترک نہیں کر سکتا' چاہے مجھے اپنی گردن ہی کیوں نہ کٹانی پڑے''۔

یہ سن کر معاویہؓ بولے:

''اچھا تو پھر میں وہاں سے آپؓ کی حفاظت کے لئے ایسے گروہ بھیج دیتا ہوں جو آپؓ کی ہر طرح خبر گیری کرے گا''۔

اس کا جواب آپؓ نے یہ دیا:

''رسول اللہؐ کے پڑوس میں میں ہر طرح محفوظ ہوں اور میں یہیں کے مہاجرین اور انصار پر انحصار کروں گا''۔

اس پر حضرت امیر معاویہؓ بولے:

''امیر المومنین! خدا کی قسم آپؓ کسی بڑی مصیبت میں گھر جائیں گے یا ہلاک کر دیئے جائیں گے''۔

آپؓ نے فرمایا:

''اللہ میرا حامی اور مددگار ہے''۔

یہ سن کر امیر معاویہؓ رخصت ہو گئے۔

☆☆☆

اس کے بعد فسادیوں نے طے کیا کہ مدینے چل کر دیکھا جائے اور حضرت عثمانؓ سے پوچھا جائے کہ انہیں عوام کی خواہشات کی اطلاعات ہو گئی ہوں گی، انہوں نے اس سلسلے میں کیا کیا، چنانچہ آپس میں فیصلہ کرنے کے بعد یہ لوگ مدینے پہنچے، حضرت عثمانؓ نے بات چیت کے لئے ان کے پاس دو آدمی مخزومی اور ازہری بھیجے۔ آپؓ نے دونوں کو ہدیت کی:

''جا کر دیکھو، یہ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں، پھر مجھے اطلاع دینا''۔

یہ دونوں ان لوگوں سے جا کر ملے اور ان سے پوچھا:

''تم لوگ کس ارادے سے آئے ہو؟''۔

انہوں نے بتایا کہ ان کے ارادے کیا ہیں- اس پر مخزومی اور ازہری نے پوچھا:

''کیا تمہارے ساتھ اہل مدینہ میں سے بھی کچھ لوگ ہیں؟''

''ہاں! صرف تین آدمی ہمارے ساتھ ہیں''

''تم اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرو گے''۔

انہوں نے کہا۔

''ہم پہلے امیر المومنین کو لوگوں کی خواہشات بتائیں گے، پھر یہاں سے رخصت ہو کر لوگوں کو بتائیں گے کہ ان کی خواہشات ماننے سے انکار کر دیا گیا ہے- پھر ہم حاجیوں کے روپ میں اپنے گھروں سے مدینے کی طرف آئیں گے اور عثمانؓ کا گھیراؤ کر لیں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو انہیں قتل کرنے سے بھی نہیں رکیں گے-

جب یہ دونوں آدمی حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ارادوں کے بارے میں آپ کو بتایا گیا تو حضرت عثمانؓ ہنسے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ انہیں نیکی دے لیکن فتنہ اور فساد نہ دے''۔

پھر فرمایا:

''مگر عمار بن یاسر کو کیا ہوا کہ عباس بن عتبہ کی طرح مجھے الزام دیتا ہے، پھر یہ محمد بن

ابوبکرؓ کو کیا ہوا' وہ کن حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور یہ ابن سارہ کو کیا ہوا جو فساد سے دامن بچائے ہوئے بھی فسادیوں کا ساتھ دے رہے ہیں''۔

اس گفتگو کے بعد آپؓ نے مصریوں اور کوفیوں کو طلب فرمایا۔ جمعے کی اذان کے بعد منبر کے قریب آ کر آپؓ کے آس پاس یہ لوگ بیٹھ گئے۔ صحابہ رسول مسجد میں داخل ہوئے تو وہ ان لوگوں کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔ حضرت عثمانؓ نے منبر پر بیٹھنے کے بعد خدا کی حمد و ثناء کے بعد ان حالات کا ذکر فرمایا جن میں وہ گھر گئے تھے اور ان لوگوں کے ارادوں سے باخبر کیا۔ حاضرین میں سے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا۔ مدینے کے دوسرے لوگوں نے بھی اس مشورے کی تائید اور دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی:

''جو شخص اپنے یا کسی دوسرے شخص کے ذاتی فائدے کے لئے لوگوں کے سامنے امامت کا دعویٰ کرے' اس پر خدا کی لعنت ہے' اسے فوراً قتل کر دیا جائے''۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ کا یہ قول پیش کیا گیا:

''کسی کی امارت (سرداری) تم پر جائز نہیں سوائے اس شخص کے جسے تم سب نے اتفاق کر کے امیر کی حیثیت سے چنا ہو''۔

اس پر بھی حضرت عثمانؓ بولے:

''بہر حال! ہم انہیں معاف کرتے ہیں اور ان کے جائز حقوق پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں''۔

ان لوگوں میں سے کچھ نے مذہبی مسائل کی آڑ لے کر کہا:

''آپؓ نے حج کے دوران قصر کی جگہ پوری نماز پڑھی''۔

آپؓ نے جواب دیا:

''اس جگہ کے قریب ہی میرے اہل وعیال رہتے ہیں' لہذا میرا وہاں گھر ہوا' اس لئے میں نے پوری نماز ادا کی''۔

یہ سن کر اعتراض کرنے والے کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا:

''آپؓ نے ہمارا حصہ بھی ہم سے لے لیا''۔

آپؓ نے جواب دیا:

''خدا کی قسم میں نے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں لیا جو میرے پاس پہلے سے ہی موجود تھا' البتہ مدینے والوں کا واجبی حق انہیں ضرور دلایا ہے' اس کے علاوہ میں نے اپنے عاملوں میں سے کسی کو ایک دانہ بھی زائد نہیں لینے دیا۔ ہاں' اہل مدینہ کے لئے جو صدقات تم اپنی مرضی سے بھیجتے ہو' چاہو تو تم ان میں کمی کر سکتے ہو' رہا میرے پاس دولت کا سوال تو اسلام لانے سے پہلے مجھ سے زیادہ مال ' دولت' اونٹ' بھیڑ' بکریاں کسی کے پاس نہیں تھیں' لیکن اب میرے پاس دو اونٹوں کے سوا کچھ نہیں' یہ دو اونٹ بھی میں نے حج کی ادائیگی کیلئے رکھ لئے ہیں''۔

یہ تمام باتیں سن کر انہوں نے کہا:

''ہم یہ سب کچھ مانتے ہیں' اچھا یہ بتایئے' آپ نے قرآن پاک کے مختلف نسخوں کو جمع کر کے صرف ایک نسخہ کیوں رہنے دیا' ان نسخوں کو آگ کیوں لگوائی''۔

حضرت عثمانؓ بولے۔

''قرآن پاک ذات واحد کی طرف سے نازل ہوا تو اس کا نسخہ بھی ایک کیوں نہ ہو' اس میں کوئی اختلاف کیوں ہو''

آپؓ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا:

''چلیے' یہ ٹھیک ہے' اچھا آپ نے کچھ خاص لوگوں کو ناجائز رعایت کیوں دی ہے؟ ''مثال کے طور پر انہوں نے ایک آدمی کا حوالہ بھی دیا۔

جواب میں آپؓ نے فرمایا:

''اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رعایت دی تھی''۔

اس پر انہوں نے کہا۔

''آپؓ نے آزاد کردہ غلاموں سے کام لینے کی اجازت کیوں دی؟''

آپؓ نے جواب دیا۔

''یہ بات ان سے پوچھو' جنہوں نے کام لیا' جنہوں نے اپنی مرضی سے کام کیا' اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اسی حد تک' لیکن یہ بھی بہت پہلے کی بات ہے' اور اس کا جواب یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ بن زید سے ان کی آزادی کے بعد کام نہیں لیا''۔

انہوں نے حضرت عثمانؓ کی یہ بات بھی تسلیم کی' پھر آپؓ نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا:

''تم لوگوں کو ان کاموں کا ذمہ دار ٹھہراتے ہو جو انہوں نے کئے بھی نہیں' تم نے عبداللہ بن مسعود کے بارے میں اعتراض کیا کہ میں نے انہیں مصر کا گورنر کیوں مقرر کیا

'لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے ان کا حق دیا ہے اور مال غنیمت کا جو پانچواں حصہ انہیں دیا گیا' وہ ان کا حق تھا- کیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ایسا نہیں کیا تھا- اس کے علاوہ انہیں جو کچھ بھی دیا گیا' اگر اس سلسلے میں کسی طرف سے اعتراض ہوا تو ان سے واپس بھی لے لیا گیا' تاکہ فساد نہ ہو' حالانکہ وہ ان کا حق تھا' کہو کیا ایسا نہیں ہوا''-

انہوں نے اس کا بھی اقرار کیا پھر آپؓ نے فرمایا:

''میں اپنے اہل بیت سے محبت کرتا ہوں اور انہیں تحفے تحائف اور عطیات بھی دیتا ہوں لیکن میں جو کچھ دیتا ہوں اپنے مال میں سے دیتا ہوں اور پھر انہیں دوسروں کا حق ادا کرنے کی ہدایت بھی کرتا ہوں' بلکہ اس کا انہیں ذمہ دار ٹھہراتا ہوں' اگر میں نے رسول اللہؐ کے زمانے میں یا حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں سب سے زیادہ عطیات دیے تو صرف اس لئے کہ میں مسلمانوں کی بھلائی چاہتا تھا اور اے اہل مصر میں نے تم سے مال غنیمت میں سے پانچواں حصے کے سوا کیا لیا- تم ہی بتا دو' بتاؤ میرے سوا اہل مصر کو اتنے انعام اور اکرام کس نے دیئے- میں بیت المال کا یک پیسہ نہ اپنے اوپر خرچ کرتا ہوں نہ کسی کو کرنے دیتا ہوں' میں اگر کھاتا ہوں تو صرف اپنا مال کھاتا ہوں''-

یہ تمام گفتگو سننے کے بعد انہوں نے کہا:

''آپؓ نے فتح کئے ہوئے علاقوں میں سے کچھ زمینیں صرف فاتحین کو دیں' حالانکہ ان پر مہاجرین اور انصار کا حق بھی تھا''-

آپؓ نے جواب میں فرمایا:

''جو فاتحین اپنی فتح کی ہوئی زمینوں میں رہنے لگے' وہ انہیں دے دی گئیں کہ یہ

ان کا حق تھا' لیکن جو لوگ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ آئے' وہ اپنا حق لے آئے۔ میں اس میں کیا کر سکتا ہوں' یہ ان کا نصیب تھا' کہو' میرے ہاتھ میں کیا تھا' یا کیا آیا''۔

یہ بات چیت ختم ہوئی تو انہوں نے مدینے سے جانے کی اجازت مانگی' آپؓ نے انہیں سفر کا بہت سا سامان دے کر رخصت کیا۔ انہیں ایک تحریر بھی لکھ کر دی کہ شوال کے مہینے میں انہیں مدینے آنے کی اجازت دی جائے گی۔

ان کے جانے کے بعد لوگوں سے کہا:

''تم بھی دیکھ لو' میری سواری کے لئے میرے پاس بس یہ دو اونٹ ہی ہیں' میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اگر تم چاہو تو اہل مدینہ کے صدقات میں کمی کر سکتے ہو۔ اب تم ہزاروں لوگوں کو کھانے پینے کے لئے جو مل جائے اس پر قناعت اور خدا کا شکر کرو''۔

مصر کے لوگوں کو آپؓ نے چند خطوط بھی لکھے' جن میں قرآن کی آیات اور احادیث کے حوالے دے کر انہیں فتنہ وفساد میں نہ پڑنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے ان خطوط میں خیال فرمایا کہ اگر وہ لوگ باز نہ آئے۔ تو اس کا برا اثر ساری قوم پر پڑے گا اور قوم پھر کبھی ایک مرکز پر جمع نہ ہو گی' لیکن ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہی ہوا جس کا حضرت عثمانؓ کو ڈر تھا۔ ان کی شہادت کے بعد مسلمان گروہ در گروہ بٹتے چلے گئے ،وہ کبھی ایک مرکز پر جمع نہ ہو سکے۔

☆☆☆

ماہ شوال 35ھ میں مصر کے لوگ چار گروہوں کی صورت میں حضرت عثمانؓ کے

خلاف مصر سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہوئے- ان چار گروہوں کے چار ہی سردار تھے- ان کی مجموعی تعداد چھ سو کے قریب تھی- بعض روایات میں تعداد ایک ہزار بتائی گئی ہے- ان گروہوں کے سردار عبدالرحمٰن بن عدیس، کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور قیتر بن خلان تھے اور ان سرداروں کا امیر اعلیٰ غافقی بن حرب تھا- ان سرداروں اور امیر اعلیٰ نے لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ وہ لڑائی کے ارادے سے نکلے ہیں، بلکہ وہ تو اپنے اپنے ٹھکانوں سے حاجیوں کی طرح نکلے تھے- ان کے ساتھ فساد کی جڑ عبداللہ بن سبا عرف ابن سودا بھی تھا-

☆☆☆

اسی طرح اہل بصرہ بھی چار گروہوں میں نکلے، ان کے سردار حکیم بن جبلہ المعیدی، ذریح بن عباد المعبدی، بشر ین شریح، الحطم بن ضبیعہ اور محرش بن عبدعمرو تھے- ان کا امیر اعلیٰ حرقوص بن زہیر تھا- ان گروہوں کی مجموعی تعداد بھی مصریوں کے برابر تھی- ان کے علاوہ راستے میں بھی بہت سے لوگ شامل ہو گئے تھے-

☆☆☆

اہل کوفہ بھی چار گروہ بنا کر نکلے- ان کے سردار زید بن صوحان، اشتر نخعی، زیاد بن نصر اور عبداللہ بن عصم تھے- اور ان کا امیر اعلیٰ عمرو بن عصم تھا- ان کی کل تعداد بھی اہل مصر کے برابر تھی-

جب یہ تینوں گروہ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر پہنچے تو آپس میں مل گئے- اہل

مصر اور اہل بصرہ میں سے زیاد بن نضر اور عبداللہ بن امم بھی تھے- ان دونوں نے کہا:

''نہ جلدی کرو اور نہ کسی کو جلدی کرنے کی اجازت دو- اگر اہل مدینہ کو ہمارے ارادوں کی خبر نہ ہوئی تو وہ بھی ہماری مدد کریں گے اور اگر انہیں یہ اطلاع ہو گئی کہ ہم لڑائی کے ارادے سے آئے ہیں تو وہ ہمارا راستہ ضرور روکیں گے- بہر حال ہمیں ان پر بے خبری میں ٹوٹ پڑنا چاہیے''-

چنانچہ یہ مشورہ کر کے دونوں آگے بڑھے- مدینے کے لوگوں میں سے انہیں سب سے پہلے جن لوگوں کا سامنا کرنا پڑا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ تھے- انہوں نے جب ان لوگوں سے پوچھا کہ وہ مدینے کی طرف کس اردے سے آئے ہیں تو وہ فوراً بولے:

''ہم حج کے ارادے سے مکہ جا رہے ہیں- یہاں ہم حضرت عثمانؓ سے ان کے گورنروں کے متعلق کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں- اور اس کے سوا ہمارا کچھ مقصد نہیں اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے دوسرے ساتھیوں کو بھی مدینے میں داخلے کی اجازت مل جائے- ان لوگوں نے انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا' صرف اتنا کہا کہ کوئی ایسی ویسی بات نہ ہو' انہوں نے یقین دیا کہ کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہو گی اور اپنے لوگوں میں واپس چلے گئے-

اہل مصر جمع ہوئے' پھر ان میں سے کچھ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے' اہل بصرہ کے کچھ لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور اہل کوفہ کے کچھ لوگ حضرت زبیرؓ کے پاس پہنچے- انہوں نے الگ الگ ان تینوں حضرات کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا اور کہا کہ اگر

وہ ان سے بیعت لے لیں اور ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کریں تو وہ حضرت عثمانؓ کو معزول کر کے انہیں خلافت کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کریں گے۔

مصریوں نے جب یہ بات حضرت علیؓ سے کہی تو اس وقت آپؓ ہلکے لباس میں تھے مگر کمر سے یمنی پٹکا تھا، جس سے تلوار لٹک رہی تھی، اس وقت آپؓ مدینے کے باہر ایک بستی احجار الزیب میں تھے۔ انہوں نے مصریوں کے ارادوں کو بھانپ کر فوراً حضرت حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا اور ان لوگوں کو جھڑکتے ہوئے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی جانتے ہیں کہ آپؐ نے ذی روح، ذی خشت اور اعوص (مدینے کے باہر بستیوں کے نام، ان بستیوں کے قریب ان گروہوں نے قیام کیا تھا) کے لشکروں کے لئے ملعون کا لفظ زبان مبارک سے ادا فرمایا تھا، تاہم تمہیں جو کچھ کہنا ہے، عثمانؓ سے جا کر کہو"۔

☆☆☆

حضرت طلحہؓ، حضرت علیؓ سے کچھ دور ان کے عقب میں تھے۔ جب بصرے کے لوگ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بصرے والوں نے آپؓ کو خلافت کی پیشکش کی۔ آپؓ نے بھی انہیں جھڑک دیا اور وہی جواب دیا جو حضرت علیؓ نے مصریوں کو دیا تھا۔ جب اہل کوفہ حضرت زبیرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بھی اپنے بیٹے عبداللہؓ کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اہل کوفہ نے آپ کو سلام کیا اور خلافت کی پیشکش کی، لیکن آپ نے انہیں

ڈانٹ ڈپٹ کر وہی کہا جو حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ کہہ چکے تھے۔

ان تینوں حضرات سے ملنے اور ناکامی کے بعد انہوں نے ایسا ظاہر کیا جیسے واپس جا رہے ہوں، لیکن تین منزل واپس جانے کے بعد سب کے سب لوٹ آئے۔ مدینے کے لوگ جب صبح اٹھے تو تکبیروں کی آوازیں سنیں۔ اس وقت انہیں پتا چلا کہ تینوں گروہ مدینے میں داخل ہو چکے تھے۔ مدینے کے لوگ ان کے پاس دوڑ کر گئے اور انہیں سمجھانے لگے۔ اس کے علاوہ بہت سے اہل مدینہ جلدی جلدی حضرت عثمانؓ کے مکان کے چاروں طرف پھیل گئے تاکہ ان پر حملہ نہ ہو سکے۔ جب لوگ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں بالکل پرسکون اور مطمئن پایا۔

حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے ان کے لشکروں میں جا کر ان کے پھر لوٹ آنے کا مقصد پوچھا تو وہ بولے:

''ہم اپنے ساتھیوں کی مدد کیلئے آئے ہیں اور ایک مقررہ مدت تک یہاں رہیں گے''۔

حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا:

''اے اہل بصرہ اور اہل کوفہ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں اہل مصر کے بارے میں کیسے اطلاع ہوئی کہ تم سب مل جل کر ہماری طرف آئے، مدینے میں بخدا ابھی ایسا نہیں ہوا''۔

وہ بولے:

''آپ ہی لوگوں نے اپنی مرضی سے مدینے کو ایسا بنا دیا ہے، ہم عثمانؓ کو نہیں چاہتے، ہم انہیں معزول کر کے رہیں گے، وہ ابھی تک لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں

ور آپ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں''۔

حضرت علیؓ نے انہیں اپنے ارادوں میں پتھر کی طرح سخت پایا تو مایوس ہو کر لوٹ
ئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو لکھ کر پیغام بھیجا:

''امابعد' اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر (خوش خبری دینے
الا اور ڈرانے والا) بنا کر بھیجا' آپؐ نے ہمیں خدا کا پیغام پہنچایا اور تشریف لے گئے۔
آپؐ نے اپنی پیروی ہمارے سپرد کی اور اپنے بعد خدا کی کتاب بھی چھوڑ گئے جس میں
حلال و حرام کے علاوہ دوسرے تمام مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے
بعد جو لوگوں کو سب سے زیادہ عزیز تھے' انہیں خلیفہ منتخب کیا گیا' پھر حضرت عمرؓ کو' ان
کے بعد مجلس شوریٰ میں مجھے بلایا گیا۔ میں اس سے بے خبر تھا کہ خلیفہ اب کسے چنا جائے
گا' نہ میں نے اپنی طرف داری کیلئے کسی کو آمادہ کیا' نہ کسی سے مدد چاہی' لیکن جب
کثرت رائے سے خلافت کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی جس کی مجھے خواہش نہ تھی' تو میں
نے اللہ کے احکام کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقے پر چلتے ہوئے
خلافت قبول کر لی' میں نے کسی کو کوئی ذاتی احکامات نہیں دیئے۔ اب تمہیں بتاؤ بات
یہاں تک کس طرح پہنچی کہ میرے اور میرے اہل خانہ کے خلاف باتیں ہونے لگیں۔
بتاؤ اس کنبہ پروری' ریشہ دوانی اور ناجائز مطالبات نے کیوں سر ابھارا۔ ہم پر ایسے
الزامات عائد کئے جا رہے ہیں جو ان کی ذاتی خواہشات کے خلاف ہیں اور اب اس
حد تک آ گئے ہیں کہ ارض ہجرت میں ہمارے خلاف چڑھ دوڑے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ
اہل مدینہ وہ لوگ ہیں جو جنگ احد میں ہمارے شانہ بشانہ ہمارے ساتھ لڑ رہے تھے اور

اب بھی ہماری تائید کر رہے ہیں''۔

☆☆☆

جب ان حالات کی خبر مدینے' شام' بصرہ اور کوفہ کے دوسرے لوگوں کو ہوئی جو حضرت عثمانؓ کے حامی تھے تو وہ اپنے اپنے شہر میں چکر لگانے لگے اور پکار پکار کر کہنے لگے:

''لوگو! اچھائی کا دن آج ہے' کل برائی کا دن ہوگا' اپنے خلیفہ کی طرف چلو اور ان کی حفاظت کرو''۔

اس طرح بصرے' شام' مصر اور کوفے سے بے شمار لوگ مدینے کی طرف چل پڑے۔ جب یہ لوگ مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو حضرت عثمانؓ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے اور ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ ان لوگوں میں اس وقت باغی بھی شامل ہو گئے تھے۔ آپؓ نے منبر پر تشریف لے جا کر ان لوگوں سے یوں خطاب کیا:

''اے جنگجو لوگو! اللہ اللہ! اللہ کی قسم اہل مدینہ جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تمہارے لئے ملعون کا لفظ آیا تھا' میں خطاؤں کو نیکیوں کے ذریعے مٹانے والا ہوں' لہٰذا میں برائی کو بھلائی کے سوا کسی چیز سے نہیں مٹاؤں گا''۔

یہ سن کر محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور رسول کریمؐ کی حدیث کی گواہی دی' مگر حکیم بن جبلہ نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا۔ اس کے بعد زید بن ثابت نے اٹھ کر محمد بن مسلمہ کی تائید کی تو محمد بن ابی قتیرہ نے آخری صف سے ان کی کمر پر آ کر انہیں بٹھا دیا اور بولا:

''ارے چھوڑو! ساری قوم اپنے مطالبے میں ایک ہے''۔

یہ سن کر لوگوں نے باغیوں کو گھیر لیا اور انہیں مسجد سے نکال دیا۔ اس کے بعد اہل مدینہ نے حضرت عثمانؓ کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ آپؓ منبر سے نیم بے ہوشی کے عالم میں اترے تو لوگ آپؓ کو اٹھا کر آپؓ کے مکان میں لے آئے۔

اہل مصر کو اہل مدینہ میں سے سوائے محمد بن ابوبکر، محمد بن حذیفہ اور عمار بن یاسر کے سوا کسی نے کھانا نہیں کھلایا۔ قریب تھا کہ اہل مدینہ میں سے کچھ لوگ باغیوں سے لڑ پڑیں جن میں سے سعد بن مالک، ابوہریرہؓ، زیدؓ بن ثابت اور حسن بن علیؓ پیش پیش تھے مگر حضرت عثمانؓ نے انہیں روک دیا اور اپنے گھروں کو جانے کیلئے کہا تو وہ چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ آئے اور حضرت عثمانؓ کے مکان میں تشریف لے گئے، پھر یکے بعد دیگرے طلحہؓ اور زبیرؓ آئے ان سب نے اپنی مدد آپ کا یقین دلایا اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے تین روز تک مسجد میں نماز ادا کی لیکن پھر باغیوں نے انہیں مسجد میں نماز کی ادائیگی سے روک دیا اور باغیوں کو انکے سردار غافقی نے نماز پڑھائی۔ پھر اہل مدینہ کو جب حضرت عثمانؓ کے مکان کے اردگرد رہنے سے روکا گیا اور ان کا آپس میں کسی فیصلے پر اتفاق نہ رہ سکا تو وہ سب اپنے اپنے گھر کو چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ چالیس روز تک جاری رہا، جن لوگوں نے اعتراض کیا، انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا پانی بھی بند کر دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ اور باغیوں کے درمیان پڑ کر باغیوں کو سخت سست

کہا اور انہیں لوٹ جانے کے لئے کہا مگر انہوں نے آپؓ کی بات نہ مانی۔ آخر حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:

"آپؓ نے مستقل مزاجی اور صبر سے جو راستہ اختیار کیا ہے' میں اس سے اتفاق کرتا ہوں"۔

اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بیت المال کا مختار کل بنا دیا اور حضرت علیؓ نے بیت المال کھول کر اس میں جو کچھ تھا' اہل مدینہ اور نیک لوگوں میں تقسیم کر دیا جس روز بیت المال تقسیم کیا گیا' حضرت طلحہؓ کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے سب لوگ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے' بس ایک آدمی ان کے پاس بیٹھا رہ گیا۔ مطلب یہ کہ لوگوں کا یہ عالم تھا کہ جس طرف دولت دیکھتے تھے ان کا رخ ادھر ہو جاتا تھا۔

☆☆☆

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھ کہ فسادی ان کی کوئی بات مانتے ہی نہیں تو وہ ان لوگوں کے پاس سے لوٹ آئے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ایک خط کے ذریعے اپنے امراء کو یوں مخاطب کیا۔

"اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا' ان لوگوں نے اسلام سے منہ موڑا ہے اور اسلام کے احکامات ترک کر دیئے ہیں' اگر یہ زندہ رہے تو دیکھیں گے کہ انہوں نے کیا کیا تھا۔ ہم نے بار بار دلیلیں دیں' معذرت بھی کی' لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا' وہ مدینے میں خون خرابہ کرتے پھر رہے ہیں' ہمیں نماز سے روک دیا گیا ہے۔ ہمارے اور مسجد کے درمیان

رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں' اکثر بات بات پر جھگڑتے ہیں' جب انہیں بات چیت کے لئے کوئی دلیل نہیں ملتی تو یہ قتل و غارت پر اتر آتے ہیں- وہ میری معزولی سے کم کسی بات پر رضامند نہیں- ان کی یہ باتیں ایسی ہیں جنہیں سن کر شیطان بھی فریاد کرنے لگے' معلوم ہوتا ہے' انہیں خلیفہ کی ضرورت ہی نہیں' پس سوچ کر ایسا قدم اٹھاؤ جس سے یہ فتنہ دب جائے- اگر آج بھی ایسا نہ کیا گیا تو پھر یہ فتنہ دب نہیں سکے گا''-

☆☆☆

یہ خط جب حضرت امیر معاویہؓ کو ملا تو آپؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کہ کہا:

''اللہ تعالیٰ حق کی مدد کرتا ہے' جو حق کے ساتھ ہوتا ہے' اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے' جاؤ خلیفہ رسول کے پاس جاؤ' ان کی عزت کرو' اللہ تمہاری عزت اور مدد کرے گا' ان کی توہین نہ کرو ورنہ اللہ تم پر کسی غیر کو بٹھا دے گا''-

بصرے کے حاکم نے بھی لوگوں سے کہا:

''جاؤ! اپنے خلیفہ کی مدد کرو' ان سے فتنے کو دور کرو' ان کے اوپر خدا اور مسلمانوں کے دشمن چڑھ دوڑے ہیں' اگر تم اس فتنے کو دور نہ کر سکے تو گناہ گار ہو گے اور اگر آپ کے پاس پہنچنے میں جلدی کی' دوسروں سے پہلے پہنچے تو اللہ سے اس کا اجر پاؤ گے''-

ابوموسیٰ اشعری نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

''اللہ نے تم پر دین کی حفاظت فرض کر رکھی ہے' دین کا شیرازہ خلیفہ کی ذات ہے- سمجھ لو کہ خلیفہ کی بے عزتی نہ ہونے پائے ورنہ شیرازہ بکھر جائے گا''-

چنانچہ لوگ اپنے اپنے شہر سے نکلے اور فوراً مدینے کی طرف روانہ ہو گئے' فسادیوں میں کچھ لوگ اچھے بھی شامل ہو گئے تھے' جنہیں دھوکے کے ساتھ لایا گیا تھا' وہ یہ حالات دیکھ کر ان کا ساتھ چھوڑ گئے اور اپنے شہروں کو واپس چلے گئے' لیکن ایسے لوگ بہت کم تھے۔

مختلف شہروں سے لوگوں کے خلیفہ کی مدد کیلئے روانہ ہونے کی خبر فسادیوں کو بھی ہو گئی' وہ اور بھی ظلم پر اتر آئے' انہوں نے اپنا گھیرا اور تنگ کر دیا اور جن لوگوں نے اعتراض کیا' ان پر پہلے سے زیادہ سختی کی۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کا دروازہ کھولا تو انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فسادیوں سے یہ کہتے سنا۔

''بہتر ہو گا کہ تم قتل و غارت سے باز آؤ''۔

کثیر بن صلت مدینے میں آئے اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے' فسادی ان سے ملنے والوں کو نہیں روکتے تھے' کثیر بن صلت نے عرض کی:

''یا امیر المومنین! آپؓ ان لوگوں کے سامنے جایئے' آپؓ کو دیکھ کر وہ ضرور اپنے ارادے سے باز آ جائیں گے''۔

جواب میں آپؓ نے فرمایا:

''اے کثیر! میں نے کل رات خواب میں دیکھا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' وہاں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی موجود ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''عثمانؓ! یقیناً تم نے صبر کیا' مگر مسلمان اس صبر کو سمجھے نہیں' وہ تمہیں قتل کر دیں گے'
لہٰذا تم ہمارے پاس آ کر فلاں دن روزہ افطار کرو گے''۔
یہ الفاظ کہنے کے بعد حضرت عثمانؓ بولے:
''پس اے کثیر! سورج آج مجھ پر غروب نہ ہوگا وہ دن آج ہی کا دن ہے جس کی
طرف رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے' سمجھ لو کہ میں اہل آخرت میں سے ہوں''۔
اس روز آپؓ روزے سے تھے۔

☆☆☆

حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت سعد بن مالکؓ ہتھیار سجا کر
حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اجازت مانگی' تاکہ فتنہ بپا کرنے
والوں سے جنگ کریں' لیکن آپؓ نے جنگ کی اجازت نہ دی اور فرمایا:
''آپ لوگ چلے جایئے' کیونکہ آپ لوگ حق کی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں' اپنی
اپنی تلواریں میانوں میں ڈال لیجئے اور قتل و غارت سے باز رہیے''۔
انہوں نے درخواست کی کہ انہیں باغیوں سے جم کر لڑنے کی اجازت دے دی
جائے' لیکن آپؓ نے فرمایا:
''پھر کیا ہوگا' دیکھتے نہیں' آج کیا ہو رہا ہے' میری آج اور کل دونوں پہ نظر ہے'
اس لئے مجھے تنہا چھوڑ دو''۔
ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ اگر ان لوگوں کا مقابلہ ہو گیا تو بہت خون خرابہ ہوگا اور

فائدہ پھر بھی کچھ نہ ہوگا' یہ فساد اور پھیلے گا' اور کل اس سے بھی زیادہ لوگ یہاں جمع ہوں گے۔ آپؓ نے ظلم اور جبر کے مقابلے میں صبر کا ایسا مظاہرہ کیا جو کہیں دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا۔ آپؓ چاہتے تو لوگوں کو باغیوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دے سکتے تھے' لیکن آپؓ نے صبر فرمایا:

☆☆☆

باغیوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے منع کرنے پر بھی مدینے کے لوگ بار بار جنگ کی اجازت لینے کے لئے آ جاتے ہیں تو انہوں نے بڑے بڑے صحابہ کے گھروں پر بھی پہرے دار کھڑے کر دیئے' ان میں حضرت علیؓ ' حضرت طلحہؓ ' حضرت زبیرؓ بھی شامل ہیں ان لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ اب حضرت عثمانؓ تک جانا مشکل ہو گیا ہے تو اپنے بیٹوں کو بھیجا' چنانچہ سب سے پہلے حضرت حسنؓ کسی نہ کسی طرح پہنچے اور ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور عرض کی:

''آپؓ نے ہم لوگوں کو جو حکم دیا ہے' کیا وہ درست ہے''۔

آپؓ نے جواب میں فرمایا:

''اے میرے بھائی کے بیٹے! تم نے جو میرا حکم سنا وہ درست ہے' میں نے جو کچھ اپنے لئے پسند کیا' وہی تمہارے لئے پسند کیا''۔

یہ کہہ کر آپؓ نے قرآن شریف کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اے رسول! صبر کیجئے' آپ کا صبر اللہ کے لئے ہے' جو لوگ آپؐ کے ساتھ مکر

کریں، اس سے پریشانی اور گھبرانے کی ضرورت نہیں''۔(127:16)

پھر فرمایا: مجھے تمہاری سچائی اور مدد کا یقین ہے، مگر میں نے دوسرے لوگوں کو بھی جنگ سے روک دیا ہے''۔

ان کے بعد نعمان بن بشیر آئے، پھر عبداللہ بن زبیرؓ آئے، پھر محمد بن طلحہ آئے، آخر میں ابوالہشم آئے لیکن آپؓ نے ان سب کو وہی جواب دیا جو حضرت حسنؓ کو دیا تھا۔

ابو قاسم نافع سے ساحل پر ملے اور پوچھا:

''حضرت عثمانؓ کے بارے میں کچھ بتاؤ''۔

انہوں نے جواب دیا

''میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے انہیں بلایا تھا، مگر جب وہ آپؓ کے مکان کے پاس پہنچے تو باغیوں نے آپؓ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور حضرت عثمانؓ لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی ہدایت فرما رہے تھے جب کہ باغیوں کا یہ مطالبہ ہے کہ آپؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں ورنہ آپؓ کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ نے آپؓ سے پوچھا کہ ان باغیوں کو آپؓ پر یا آپؓ کی خلافت پر کیا اعتراض ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ ساری بات میری صبر اور استقلال کی ہے، میں نے ان کے ساتھ زور اور ظلم کو مناسب نہیں سمجھا، نہ ان کے اعتراضات اور مطالبات پر گفتگو سے مجھے پرہیز ہے مگر یہ تو صرف میری معزولی پر اڑے ہوئے ہیں، اس سے کم کسی بات پر آمادہ نہیں، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میں حق پر ہوں۔ ان کی باتیں سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا واقعی حضرت عثمانؓ اللہ پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اللہ کے دین کے

لئے بہت بڑی قربانی دے رہے ہیں'' یعنی اپنی جان کے لئے مسلمانوں کا خون نہیں بہنے دے رہے ہیں۔

☆☆☆

جب حضرت عثمانؓ کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور مصریوں کے امیر غافقی نے نماز پڑھانا شروع کی تو اہل مدینہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کتراتے تھے۔ مگر حضرت عثمانؓ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نماز کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلو' کیونکہ میری اطاعت میں سرگرمی دکھا کر باجماعت نماز ترک کی تو پھر سزا کے حق دار ہو گے یا اپنے گزشتہ عمل پر توبہ کرنی پڑے گی۔ آپؓ نے یہ بھی فرمایا' نماز بہترین عمل ہے' اگر یہ عمل دوسروں سے یعنی باغیوں سے بھی ہو تو تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ' دوسروں کا کوئی عمل برا بھی ہو تو تم تو اچھے عمل کی وجہ سے بھلائی میں شامل رہو۔

☆☆☆

محاصرے کے دوران ایک روز حضرت عثمانؓ محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور فرمایا:

''اے قوم! مجھے قتل نہ کرو' اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تم کبھی مل کر نماز نہیں پڑھ سکو گے' نہ کھانا کھا سکو گے''۔

پھر ایک روز آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں سے جھانک کر فرمایا:

''خدا کیلئے بتاؤ! تم میں طلحہؓ ہیں''۔

لوگوں نے کہا:

''ہاں! وہ موجود ہیں''۔

تو آپؓ نے فرمایا:

''اے طلحہؓ کیا تمہیں یاد ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو بھائی بھائی بنایا تھا تو مجھے اور خود کو بھائی بھائی بنایا تھا''۔

حضرت طلحہؓ نے جواب میں کہا:

''خدا کی قسم! آپؓ سچ کہتے ہیں میں نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں''۔

ایک روز آپؓ نے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور بڑے بڑے صحابہ کو بلایا، وہ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو آپؓ نے فرمایا:

''کیا تم لوگوں نے رسول اللہ کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جس نے زمین کا یہ ٹکڑا خرید کر مسجد میں شامل کیا اس کے لئے جنت ہے، اس کا اجر اسے دنیا میں ملے گا اور آخرت میں بھی، حضورؐ سے یہ سن کر میں نے وہ ٹکڑا بیس ہزار میں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کیا، کیا یہ درست نہیں''۔

تمام صحابہ نے کہا:

''خدا کی قسم یہ سچ ہے''۔

اس بات کی تصدیق خود باغیوں نے بھی کی، لیکن ساتھ میں انہوں نے یہ بھی کہا:

''لیکن اب آپؓ بدل چکے ہیں''۔

اس کے بعد آپؓ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس نے لشکرِ عسرہ کے لئے سامان جنگ مہیا کیا' اس کے لئے جنت ہے' میں نے اس لشکر کے لئے اتنا سامان دیا کہ کسی ایک مجاہد کو بھی سامان کی کمی نہ رہی''۔

صحابہ نے بلند آواز میں جواب دیا:

''خدا کی قسم آپؓ کی یہ بات بھی بالکل درست ہے''

باغیوں نے بھی اس کی تصدیق کی اور ساتھ ہی بولے:

''لیکن اب آپؓ بدل گئے ہیں''۔

پھر آپؓ نے صحابہ سے پوچھا:

''کیا آپ لوگوں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے لئے رومہ کا کنواں خریدا' اس کے لئے جنت ہے' وہ میں ہی ہوں جس نے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرایا''

صحابہ نے اس بات کی بھی تصدیق کی' لیکن باغی بولے۔

''آپؓ درست کہتے ہیں' لیکن اب آپؓ بدل گئے ہیں''۔

یہ سن کر آپؓ نے فرمایا:

''تم پر افسوس ہے' بھلا اور کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جس نے یہ سب کچھ کیا ہو' وہ اب بدل گیا ہے''۔

پھر آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر کہا:

''جو کچھ آج یہ لوگ کہہ رہے ہیں کل یہی آپ سے کہیں گے''۔

چنانچہ جب باغیوں نے حضرت علیؓ کے خلاف ہنگامہ کھڑا کیا تو آپؓ نے بھی بالکل حضرت عثمانؓ کی طرح اپنے فضائل کے بارے میں احادیث نبوی کی تصدیق دوسرے صحابہ سے کرائی، سب نے تصدیق کی، لیکن باغیوں نے یہی کہا، آپؓ درست کہتے ہیں، لیکن اب آپؓ بدل گئے ہیں۔

حضرت علیؓ نے اپنی شہادت کے موقعے پر کہا تھا:

''مجھے آج قتل نہیں کیا گیا، مجھے تو اس روز قتل کر دیا گیا تھا جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے تھے''۔

☆☆☆

حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ چالیس روز تک جاری رہا اور باغی اس سے تیس روز پہلے محاصرہ کے لئے آئے تھے۔ محاصرے کو ابھی اٹھارہ دن گزرے تھے کہ باغیوں کو معلوم ہوا، آپؓ کی مدد کیلئے جگہ جگہ سے لوگ آ رہے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے محاصرہ کو اور تنگ کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت تک پانی تک پہنچانے سے روک دیا۔ اگر کوئی شخص آپؓ کے مکان کا رخ کرتا تو وہ اس سے وہاں جانے کی وجہ پوچھتے، اگر وہ نہ بتا سکتا نہ چاہتا تو وہ اسے پتھر مار کر بھگا دیتے بلکہ اس کے گھر تک اس کا پیچھا کرتے۔ حضرت عثمانؓ کے پڑوس میں آل حزم کا مکان تھا۔ آپؓ نے عمرو بن حزم کو

حضرت علیؓ کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر پانی بند کر دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور ازواج مطہرات کو بھی پیغام بھجوایا کہ اگر ہو سکے تو مجھے پانی بھجوائیں۔ ان میں سے جو سب سے پہلے آپؓ کے مکان تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے، وہ حضرت علیؓ تھے جو رات کی تاریکی میں آئے مگر آپؓ کو پھر بھی دیکھ لیا گیا۔ آپؓ نے فرمایا:

''تم لوگ عثمانؓ تک پانی اور خوراک تو جانے دو، تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمانوں کے طریقوں پر عمل کرتے ہو نہ کہ کفار کے مگر روم اور فارس کے کافر بھی قیدیوں کو کھلاتے پلاتے تھے اور انہیں سہولتیں بہم پہنچاتے تھے، دوسرے تمہیں عثمانؓ نے کس چیز سے روکا ہے جو تم ان کے محاصرے کو جائز خیال کرتے ہو اور انکے قتل کو جائز سمجھتے ہو''۔

حضرت علیؓ کی بات کا انہوں نے یہ جواب دیا:

''سہولت تو کیا، ہم تو چاہتے ہیں کہ انہیں دانہ پانی تک میسر نہ آسکے''۔

حضرت علیؓ گھر سے اپنا عمامہ (پگڑی) گیلا کر کے لائے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ باغی کسی طرح نہیں مانتے تو وہ گیلا عمامہ لے کر حضرت عثمانؓ کے مکان کی طرف دوڑے اور عمامے کو اندر پھینک دیا۔ آپؓ کا مقصد یہ تھا کہ اسے نچوڑ کر آپ کم سے کم حلق تو تر کر سکیں، اسی طرح ازواج مطہرات اور دوسرے لوگوں میں سے بھی کھانے پینے کا سامان لیکر آئے، لیکن انہیں بھی ناکام لوٹنا پڑا۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ خچر پر کھانے پینے کا کچھ سامان لے کر نکلیں، لیکن جب آپؓ کے مکان کے پاس پہنچیں تو ایک باغی نے آپؓ کے خچر کی لگام تلوار سے کاٹ دی،

آپؓ کا خچر بدک گیا' قریب تھا کہ آپؓ خچر سے گر جاتیں' لیکن کچھ لوگ انہیں پکڑ کر گھر تک چھوڑ آئے۔

جب حضرت عائشہؓ اسی ارادے سے نکلیں تو انہیں راستے میں ان کے بھائی محمد بن ابوبکرؓ ملے۔ آپؓ نے انہیں سخت سست کہا اور فرمایا' تم بھی ان حرکات میں شامل ہو' کیا تم سب کچھ بھلا بیٹھے ہو' ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا' وہ آگے بڑھیں' لیکن باغیوں نے انہیں بھی راستہ نہ دیا۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو حضرت علیؓ ' حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت عائشہؓ کا واقعہ معلوم ہوا تو وا پنے اپنے گھروں میں خاموش ہو کر بیٹھ لئے' صرف حضرت عثمانؓ کے پڑوسی آل حزم رہ گئے جو باغیوں کی نظریں بچا کر رات کے وقت کبھی کبھی حضرت عثمانؓ کو کھانے پینے کا سامان پہنچاتے رہے۔

حضرت عثمانؓ نے ایک روز روشن دان سے لوگوں کو مخاطب کرنا چاہا تو آپؓ کے سامنے عبداللہ بن عباس آئے۔ آپؓ نے ان سے فرمایا:

''تم بھی چلے جاؤ' کہیں تم بھی وقت کے چکر میں نہ آ جاؤ''۔

عبداللہؓ بن عباس دروازے پر ڈٹے رہے اور بولے:

''یا امیر المومنین! مجھے ان لوگوں سے جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ عزیز ہے''۔

لیکن آپؓ نے انہیں بھی جدال اور قتال سے سختی سے منع کر دیا' چنانچہ وہ بھی آپؓ کے حکم سے مجبور ہو کر اور کچھ وقت کے تقاضے سے مجبور ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے فرمایا:

''اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرا دے کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبت ٹوٹ پڑے، جیسی قوم ہود یا قوم نوح یا صالح کی قوم پر ٹوٹی تھی اور لوط کی قوم کا زمانہ تو تم سے کچھ دور نہیں''۔

ان لوگوں کے ظلم و ستم، جبر و تشدد اور قتل پر آمادگی کے باوجود آپؓ ان کے حق میں یہی دعا کرتے رہے:

''اے اللہ! اس کے باوجود کہ یہ لوگ کس چیز پر مائل ہیں، انہیں اس عذاب سے محفوظ رکھ جو ان سے پہلے قوموں پر گزرا''۔

☆☆☆

حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے:

''یا امیر المومنین! اگر آپؓ پسند کریں تو ہم ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں''۔

یہ سن کر آپؓ نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہؓ! کیا تم چاہتے ہو کہ سب کے سب قتل کر دیے جائیں، میں یہ نہیں چاہتا''۔

یہ سن کر ابو ہریرہؓ واپس لوٹ گئے۔ اس طرح بہت سے لوگوں نے باری باری آ کر باغیوں سے جنگ کرنے کی درخواست کی، لیکن آپؓ نے ہر ایک سے یہی کہا:

''ان میں سے کسی ایک شخص کا بھی خون نہ بہانا''۔

حالانکہ حضرت عثمانؓ کے ارد گرد چھ سات سو آدمی موجود تھے- اگر آپؓ اجازت دے دیتے تو ان چھ سات سو آدمیوں میں عبداللہ بن عمرؓ، حسن بن علیؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ جیسے لوگ موجود تھے- یہ ان لوگوں کے دانت کھٹے کر سکتے تھے مگر آپؓ نے اس کی قطعاً اجازت نہ دی' آپؓ نے دریچے میں سے جھانک کر کہا بھی تو صرف اتنا:

''اے لوگ! مجھے قتل نہ کرو' کیونکہ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تم کبھی مل کر نماز نہ پڑھ سکو گے' نہ کبھی مل کر دشمن سے جہاد کر سکو گے''-

☆☆☆

محاصرے کے چالیسویں روز ان لوگوں نے ایوان خلافت کا دروازہ توڑنا چاہا تو انہیں حضرت امام حسنؓ، عبداللہ بن زبیر' محمد بن طلحہ' مروان بن حکم' سعید بن عاص اور دیگر صحابہ رسول کے نوجوان بیٹوں اور ان کے علاوہ جو لوگ وہاں کھڑے تھے' سب نے منع کیا اور ان سے لڑنے پر تیار ہو گئے' یہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو روکا اور فرمایا:

''اللہ اللہ! اگر تم میری مدد اور حمایت کو جائز سمجھتے ہو تو خون ریزی سے باز ہو''-

یہ کہہ کر آپؓ نے دروازہ کھول دیا- آپؓ کے پاس تلوار اور ڈھال تھی- آپ اس طرح اپنی طرف سے جنگ کرنے والوں کو روکنے کیلئے تشریف لائے تھے- جب باغیوں نے دیکھا کہ آپؓ نے اپنے مددگاروں کو جنگ سے روک دیا ہے تو وہ بھی پیچھے ہٹ گئے- جب آپؓ کے حامی رک گئے تو آپؓ نے ان سے فرمایا:

''آپؓ لوگ چاہیں تو ایوان خلافت میں آ جائیں یا اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں''۔

یہ کہہ کر آپؓ مکان میں داخل ہوئے۔ آپؓ کے انصار بھی ساتھ ہی اندر آ گئے۔ جس کے بعد دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا اور مصری باہر رہ گئے۔

☆☆☆

ان دنوں حضرت عثمانؓ کا اکثر و بیشتر شغل سکون کے ساتھ تلاوت قرآن رہا۔ جب آپؓ نماز ادا فرماتے تو اس وقت بھی قرآن پاک آپؓ کے نزدیک رہتا۔ جب آپؓ نماز سے فارغ ہوتے تو تلاوت قرآن مجید کرتے۔ آپؓ کے گنے چنے انصار آپ کے مکان کے دروازے اور باغیوں کے درمیان تھے اور باغیوں میں سے کسی ایک کو بھی اندر نہیں آنے دے رہے تھے۔ جب باغیوں نے محسوس کیا کہ وہ اس طرح اندر داخل نہیں ہو سکیں گے تو وہ آگ لے آئے اور دروازے کو آگ لگا دی جس سے دروازہ اور چبوترہ چٹخنے لگا اور پھر چبوترے کی چٹخنی ہوئی اینٹیں گرج دار آواز کے ساتھ اڑ اڑ کر دروازے سے لگنے لگیں۔ حضرت عثمانؓ اور جو دوسرے وہاں تھے' اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' نماز سے جلد جلد فارغ ہو کر آپؓ کے ساتھی دروازے کی حفاظت کرنے لگے تا کہ باغی اس راستے سے اندر داخل نہ ہونے پائیں۔

حضرت عثمانؓ نے قرآن کھول رکھا تھا اور اس وقت سورہ طٰہٰ پر آپ کی نظر تھی۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس خاص صورت کو نکال کر دیکھنے سے آپؓ کا کیا مقصد تھا۔

اس کے بعد آپ ؓ دوسری جگہ سے تلاوت کرنے لگے اور یہ آیت پڑھی-

''جب ان سے لوگوں نے آ کر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کیا ہے' ان سے ڈرو' تو ان کا یمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے' ہمیں خدا ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا ساز گار ہے''-

اس وقت جو شخص آپ ؓ کے نزدیک ترین تھا' اس سے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے صبر کرنے کے لئے ایک وعدہ لیا تھا' میں اس وعدے کو پورا کر رہا ہوں' جو لوگ دروازہ جلانا چاہتے ہیں' وہ اس دروازے کو اللہ تعالٰی سے دشمنی مول لئے بغیر نہیں جلا سکیں گے''-

یہ کہتے ہوئے آپ ؓ نے اندر موجود لوگوں کو قسم دے کر لڑائی سے منع فرمایا اور باہر نکل جانے کا حکم دیا- سب سے پہلے حضرت امام حسن ؓ یہ کہتے ہوئے نکلے:

''ان باغیوں کا مذہب میرا مذہب نہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں' نہ ہوں گا''-

(شعر کا ترجمہ)

اس کے بعد محمد بن طلحہ ؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے:

''میں اس کا بیٹا ہوں' جس نے احد میں رسول ؐ کی مدد کی تھی اور دشمنوں کی زیادہ تعداد کے باوجود ان کے منہ پھیر دیئے تھے''-

پھر سعید بن عاص یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلے:

''ہم نے صبح تک مکان میں صبر کیا جب کہ موت جھانک رہی تھی- اپنی تلواروں کے ساتھ ہم سوائے عثمان ؓ کے' ہر شخص سے لڑنے کے لئے تیار ہیں' ہماری تو ایک ہی

ضرب دشمنوں کے لئے کافی ہے اور موت لپک رہی ہے''۔

سب سے آخر میں عبداللہ بن زبیرؓ آئے۔ ان کے پاس اپنے والد کے لئے آپؓ کی وصیت تھی اور حکم یہ تھا کہ اہل مدینہ میں سے جو باہر دیکھو' انہیں فوراً اپنے اپنے گھروں کو روانہ کر دو۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے جو سب سے پہلے آخر میں مکان سے باہر آئے تھے' آپؓ کو یہ الفاظ کہتے سنا:

''اے اللہ! جس نے میری اطاعت کی' میں اسے یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ تجھ سے ڈرے' تیری اطاعت کرے' اور تجھ سے ہی مدد مانگے' مرتے دم تک ثابت قدم رہے' دنیا کے لالچ میں مبتلا نہ ہو' اپنے لئے اللہ کو ہی کافی سمجھے''۔

اس کے بعد یہ الفاظ ادا فرمائے:

''اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ نے ہر عمل کے لئے دلیل دینے کی صلاحیت بخشی ہے' میں اپنے ہر عمل کے لئے اس کی بخشی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں۔ میں خدا کے حکم کے سوا اپنی طرف سے لوگوں کو کوئی حکم نہیں دیتا' میں اس کے دین اور اس کی مخلوق کو خود سے بہتر سمجھتا ہوں''۔

اس کے بعد آپؓ نے یہ الفاظ فرمائے:

''اے اللہ! میں تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں۔ اگر میں تیرے حکم کے بغیر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیتا تو پھر دنیا میں اور آخرت میں ان کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا' میں دنیا سے ان کا نام و نشان مٹا دیتا۔ انہیں اپنے اعمال پر حسرت اور افسوس کا وقت بھی نہ ملتا صرف آنے والی نسلیں ان پر افسوس کرتیں اور نصیحت پکڑتیں''۔

تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ابوہریرہؓ سامنے آئے' دشمن ان لوگوں کی ثابت قدمی دیکھ کر حیران ہو ہو جاتے تھے' آخر انہوں نے ہنگامہ اور مارکاٹ کی ابتداء کر دی' ابوہریرہؓ ان کے سامنے کھڑے ہو کر بولے:

''آج میں جنگ کر کے خوش ہوں گا''۔

پھر اس روز مروان سامنے آیا اور باغیوں میں سے ایک ایک کو مقابلے کے لئے بلانے لگا۔ آخر باغیوں میں سے قبیلہ بنی لیث کا ایک شخص نکلا۔ مروان نے اس کے دونوں پاؤں پر وار کیا' ادھر اس نے مروان کی گردن پر وار کیا' دونوں زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑے اور ان کے ساتھی انہیں کھینچتے ہوئے اپنی اپنی طرف لے گئے۔ اس کے بعد اہل مدینہ میں سے مغیرہ بن اخنس نے کہا:

''تم میں سے کوئی بہادر ہو تو مجھ سے لڑے''

ادھر سے بھی ایک آدمی نکلا' دونوں میں کچھ دیر جنگ ہوتی رہی' پھر کوئی پکارا:

''مغیرہ بن اخنس قتل کر دیے گئے''۔

ان کا قاتل بولا:

''اناللہ''

عبدالرحمٰن بن عدیس نے اس سے پوچھا:

''اب تجھے کیا ہوا؟''

اس نے جواب دیا:

''میں نے ایک روز خواب کی حالت میں کسی کو یہ اعلان کرتے سنا تھا کہ مغیرہ بن

اخنس کا قتل جہنمی ہے''۔

اس کے بعد قباث الکنانی کے ہاتھوں عبداللہ اسلمہ قتل ہو گئے۔

اکا دکا معرکوں کے بعد لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان پر گویا دھاوا بول دیا اور اِدھر اُدھر کے مکانوں سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ کچھ لوگ عمرو بن حزم کے مکان سے آپؓ کے مکان میں کودے' جو لوگ دروازے کی حفاظت کر رہے تھے انہیں بالکل خبر نہ ہو سکی' چنانچہ ان لوگوں نے آپؓ پر غلبہ پالیا اور آپؓ کے بچوں کو گرفتار کر لیا۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپؓ کو قتل کرنا چاہا تو آپؓ کی زوجہ محترمہ سامنے آ گئیں'

وہ شخص بولا:

''انہیں ہٹا دیجئے' ہم صرف آپؓ کو قتل کرنا چاہتے ہیں''۔

آپؓ نے فرمایا:

''تجھ پر افسوس ہے' میں نے جاہلیت کے زمانے میں اور زمانہ اسلام میں کسی غیر عورت کو نہیں چھوا' کسی کی وہ چیز نہیں لی جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہو' میں اپنی بات پر مرتے دم تک قائم رہوں گا''۔

یہ سن کر اس شخص نے ہاتھ روک لیا اور باہر نکل آیا' کسی نے پوچھا:

''کیا ہوا؟''

اس نے جواب دیا:

''میں نے انہیں چھوڑ دیا' ہمیں ان کا قتل جائز نہیں' جس نے انہیں قتل کیا' اس کی

نجات ممکن نہیں''۔

اس کے بعد بنی لیث کا ایک شخص آپؓ کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا'

''آپؓ نے اس سے پوچھا:

''تم کون ہو؟''

اس نے جواب میں کہا:

''میں قبیلہ بنی لیث سے ہوں''۔

حضرت عثمانؓ نے یہ سن کر فرمایا:

''کیا تم میرے حامی نہیں ہو؟''

''وہ کیسے؟'' اس نے پوچھا

آپؓ نے فرمایا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ تم لوگ ایک دن فلاں فلاں شخص کی حفاظت کرو گے''

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔

اس کے بعد قریش کا ایک شخص آگے بڑھا اور کہا:

''اے عثمانؓ! میں آپؓ کا قاتل ہوں''۔

آپؓ نے اس سے پوچھا:

''تم کس قبیلے سے ہو؟''

''قریش سے'' اس نے کہا

آپؓ نے فرمایا:

''تم ہرگز مجھے قتل نہیں کر سکتے''۔

اس نے پوچھا:

''وہ کیوں؟''

''اس لئے کہ تمہارے قبیلے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں دن خدا سے مغفرت کی دعا کی تھی' اس لئے تم ناحق خون نہیں بہا سکتے''۔

یہ سن کر وہ شخص بھی لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا۔ اس دوران عبداللہ بن سلام اندر ہونے والے واقعات سے بے خبر مکان کے صدر دروازے پر کھڑے ہوئے لوگوں کو آپؓ کے قتل سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے تھے' وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے:

''لوگو! اپنے سروں پر اللہ کی تلوار کے طالب مت بنو' اگر تم نے انہیں قتل کر دیا تو اللہ کی تلوار ہمیشہ تمہارے سروں پر چمکے گی' یہ وہی شہر ہے جہاں کبھی فرشتوں کی بھیڑ رہا کرتی تھی' اگر تم نے انہیں قتل کر دیا تو پھر سمجھ لو' اس شہر میں کبھی فرشتوں کا گذر نہیں ہو گا''۔

عبداللہ بن سلام کی یہ معقول بات سن کر باغی بولے:

''اے یہودیہ کے بیٹے جا' تو کیا ہے؟''

یہ سن کر عبداللہ بن سلام غمگین ہو کر واپس گئے۔

جو لوگ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے' ان میں سب سے آخر

میں محمد بن ابوبکرؓ تھے۔ وہ قتل کے ارادے سے آگے بڑھے تو حضرت عثمانؓ ان سے بولے:

''تم پر افسوس ہے' کیا تم خدا پر غصہ اتار رہے ہو۔ میں نے صرف اتنا کیا ہے کہ جس کا حق تھا' وہ تم سے لے کر اسے دے دیا ہے''۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر آپؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑا تھا اور قریب تھا کہ آپؓ کے گلے پر خنجر پھیر دیں' اس وقت آپؓ نے کہا:

''اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو جس داڑھی کو تو نے پکڑا' تو اس کی عزت کرتا''۔

یہ سن کر انہوں نے شرما کر آپؓ کی داڑھی چھوڑ دی اور سر جھکا کر واپس چلے آئے۔

☆☆☆

جب باغی آپؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو گھیرے میں لے لیا تو کنانہ بن بشر آگے بڑھا' اس سے پہلے محمد بن ابی بکرؓ آپؓ کو قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھ کر واپس لوٹ چکے تھے۔ انہیں واپس لوٹتے دیکھ کر کنانہ بن بشر ہی وہ پہلا آدمی تھا جس نے خنجر سے آپؓ کی پیشانی مبارک پر ضرب لگائی' ضرب اتنے زور کی تھی کہ آپؓ کا سر سیدھا ہو گیا' پھر اس نے خنجر سے پسلیوں پر وار کیا' دوسرے پہلو پر سودان بن حمران نے وار کیا۔

جس وقت یہ لوگ اندر داخل ہوئے تھے' اس وقت حضرت عثمانؓ قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپؓ کا خون قرآن شریف پر گرا' سودان بن حمران کے وار کے

بعد عمرو بن الحق جھپٹ کر آپؓ کے سینے پر چڑھ بیٹھا' اس وقت آپؓ میں تھوڑی بہت

زندگی تھی۔ کنانہ بن بشر کے پہلے وار پر آپؓ نے فرمایا تھا:

''بسم اللہ! میں نے ہمیشہ اللہ پر توکل کیا ہے''۔

اور جب خون آپؓ کی داڑھی مبارک سے بہتا ہوا قرآن پاک پر قطرہ قطرہ ٹپکنے لگا

اور جب دونوں طرف سے پسلیوں پر وار ہوا تو آپؓ کی زبان مبارک سے یہ کلمات

جاری ہوئے۔

''سبحان اللہ العظیم''

اور آپؓ اسی طرح قرآن کی تلاوت فرماتے رہے' آپؓ کا خون قرآن پر بہتا رہا

حتیٰ کہ ان قرآنی الفاظ پر آپؓ کا خون بہنا رک گیا:

''اور ان کے مقابلے میں تمہیں خدا ہی کافی ہے۔

اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اس آیت کے ساتھ ہی آپؓ نے قرآن پاک بند کر دیا اور ان موذیوں نے ایک

ساتھ حملہ کر کے آپؓ کو قتل کر دیا۔

انہیں قتل کر دیا جو رات کو عبادت گزاری کرتے تھے' دوسروں پر رحم فرماتے تھے اور

مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

اس دوران آپؓ کے غلاموں میں سے جو بھی آپؓ کی مدد کیلئے آگے بڑھا سودان

بن حمران نے اس کی گردن اڑا دی۔ ایک غلام کو قتیرہ نے قتل کیا۔ اور اس کے بعد آپؓ

کے گھر کا سارا سامان لوٹا گیا حتیٰ کہ عورتوں کے جسم سے زیورات تک نوچ لئے گئے۔

حضرت نائلہ کا زیور جس آدمی نے اتارا اس کا نام کلثوم تجیبی تھا' حضرت نائلہ نے رو کر کہا:

'' تجھے جس ماں نے جنم دیا' اس ماں پر مجھے افسوس ہے''۔

حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے کلثوم تجیبی پر حملہ کیا' لیکن وار اوچھا پڑا اور وہ غلام اس کے ہاتھوں مارا گیا۔ آپؓ کے آخری غلام کو بھی اسی نے قتل کیا۔ مکان میں جو باغی تھے وہ بلند آواز میں پکارے:

'' بیت المال کو لوٹ لو''۔

بیت المال کے ارکان نے یہ آواز سنی تو انہیں نہایت صدمہ ہوا' کچھ تو رو بھی پڑے اور کچھ لوگ خوش بھی تھے' آخر بیت المال کو لوٹ لیا گیا اور وہاں صرف دو پھٹی بوریاں رہ گئیں۔

تاریخ میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد باغیوں نے آپؓ کا سر کاٹنا چاہا۔ مگر آپؓ کی زوجہ نائلہ اور ام البنین اپنے بال نوچتے اور منہ پیٹتے ہوئے آپؓ پر گریں تو عبدالرحمٰن بن عدیس نے کہا' چلو جانے دو' اس پر بھی عمیر بن ضابی نے آگے بڑھ کر تلوار سے وار کر کے آپؓ کی ایک پسلی کاٹ ڈالی اور بولا:

'' یہ اس بات کا انتقام ہے کہ تو نے میرے باپ کو قید کیا تھا اور وہ قید میں ہی مر گیا تھا''۔

خدا کی لعنت ہو ان سب پر جو آپؓ کے قتل میں شریک تھے اور ان سب پر بھی جنہوں نے قتل میں مدد کی۔

☆☆☆

قتل کے روز سے پہلے حضرت عثمانؓ نے اپنے قریب موجود لوگوں کو بتایا:

''میں نے رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا- آپؐ مجھ سے فرما رہے تھے عثمانؓ کل تم روزہ ہمارے پاس افطار کرو گے''-

حضرت عثمانؓ کو 35ھ میں ماہ ذی الحجہ کے انیسویں دن قتل کیا گیا- جمعے کا روز تھا اور وقت نماز عصر سے پہلے کا تھا- آپؓ کی عمر اس وقت تقریباً چوراسی سال تھی- آپؓ کے بارہ سالہ دور خلافت میں ابھی بارہ دن کم تھے کہ آپؓ شہید کر دیے گئے-

انا اللہ وانا الیہ راجعون

جب آپؓ کو قتل کیا گیا تو مکان میں شور وغل مچ گیا- اس پر ایک شخص نے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''کیا تم لوگ صرف عثمانؓ کے خون کو جائز سمجھتے ہو اور انکے مال کو نہیں''

یہ سن کر لوگوں نے آپؓ کے گھر کا سارا سامان بھی لوٹ لیا-

آپؓ کو جنت البقیع سے ذرا ہٹ کر دفن کیا گیا-

☆☆☆

آپؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا گیا، جن لوگوں کو اس کی پاداش میں قتل کیا گیا، ان کے نام یہ ہے:

مالک اشتر، محمد بن ابوبکرؓ، کنانہ بن بشر، عمار بن یاسر، عمرو بن الحمق، عمیر بن ضابی،

کمیل بن زیاد۔

لیکن یہ لوگ مختلف زمانوں میں قتل کیے گئے اور حضرت عثمانؓ کا یہ کہنا سچ ثابت ہوا:

''اے قوم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر تم ایک مرکز پر کبھی جمع نہ ہو سکے گے' ایک امام کے پیچھے کبھی نماز نہ پڑھ سکو گے' تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا''۔

آپؓ کی شہادت سے ہی مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد پڑی۔ مثلاً حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں جنگ ہوئی' حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کی اہل بصرہ سے جنگ ہوئی۔

☆☆☆

آپؓ کے قتل کی خبر سن کر سعدؓ بن ابی سرح نے بڑے دردناک اشعار کہے۔ یہی حال دوسروں کا ہوا۔ ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ جن جن شہروں میں قتل کی خبر پہنچی' کہرام مچ گیا' حضرت عائشہؓ کو خبر ملی تو روئیں اور یہ شعر پڑھا:

دنیا میں اگر کوئی سخی تھا وہ آج اٹھ گیا' پھر بھی زندہ ہے۔

وہ ہمیشہ زندہ رہے گا' اگرچہ کوئی شخص ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔

آپؓ کے اقوال درج ذیل ہیں!

☆ تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے' اور پھر ہنستا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس سے محبت کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے' اور پھر بھی جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو قیامت کے روز حساب کتاب کو حق جانتا ہے اور پھر بھی مال جمع کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو حق تعالیٰ کو حق جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پر بھروسہ کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا میں راحت محسوس کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ بے فائدہ ہے' وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھی جائے' وہ ہتھیار جسے استعمال نہ کیا جائے' وہ مال جو نیک راستے میں خرچ نہ کیا جائے' وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے' وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے' وہ اچھی رائے جسے قبول نہ کیا جائے' وہ قرآن جس کی تلاوت نہ کی جائے' وہ عبادت گزار جو دنیا کی خواہش دل میں رکھے' وہ لمبی عمر جس میں کوئی نیکی نہ کی جائے۔

☆ اے انسان! خدا نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔

☆ مصیبت کے وقت جو آدمی پہلے اپنی تدبیروں سے کام لے اور لوگوں سے مدد مانگے' ان سے بھی مایوس ہو کر آخر میں خدا کو پکارے' خدا بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔

☆ اللہ سے محبت کرنے والا تنہائی سے پیار کرتا ہے۔

☆ کسی سے امید مت رکھ سوائے اپنے اللہ سے اور مت ڈر کسی سے مگر اپنے گناہ سے۔

☆ جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا' اسی قدر اس سے اس کا دل اچاٹ ہوا۔

☆ اس فانی دنیا کی لذتوں میں محو ہو جانے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

☆ لوگوں کو جس طرح چاہو آزما کو دیکھ لو' سانپ' بچھوؤں سے کم نہیں پاؤ گے۔

☆ سب نعمتیں میسر ہونے کے باوجود زیادہ طلب کرنا شکایت کرنے کے برابر ہیں۔

☆ لوگوں میں سے کسی پر بھی اپنا بوجھ نہ ڈال' چاہے بوجھ کم ہو یا زیادہ' یعنی اسے خود ہی برداشت کر۔

☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆ دوسروں کا بوجھ اٹھانا عابدوں کی عزت کرنے کے برابر ہے۔

☆ دنیا خدا کی سرائے ہے جو آخرت کے مسافرں کے لئے ہے اپنا سفر کا سامان لے اور جو کچھ اس سرائے میں ہے اس کا لالچ نہ کر۔

☆ زبان کی غلطی پاؤں کی غلطی سے زیادہ خطرناک ہے۔

☆ فقیر کا ایک درہم خیرات کرنا' دولت مند کے لاکھ درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

☆ اگر تو گناہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا تعالیٰ نہ ہو۔

☆ اے انسان! اگر تو خدا کی عبادت نہیں کرنا چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔

☆ ظالموں اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ معاملہ مت کر۔

☆ جنت کے اندر رونا عجیب ہے اور دنیا کے اندر ہنسنا عجیب تر ہے۔

☆ اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز قیامت کا روز ہے۔

☆ بال بچوں والے کی نیکیاں مجاہدین کی نیکیوں کے ساتھ آسمان پر جاتی ہیں۔

☆ امیروں کی تعریف کرنے سے بچ' ظالم کی تعریف سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

☆ اس خیال سے دکھا کہ صدقہ خیرات کرنا کہ دوسروں کو بھی صدقہ خیرات کرنے کا خیال آئے' چھپا کر صدقہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا سب سے اچھا ایمان ہے۔

☆ لوگوں کی خاطر تواضع کرنے والا دنیا اور آخرت میں جو چاہے گا پورا ہوگا۔

☆ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے خلوص اور سچے دل سے معاملہ کرتے ہیں' وہ اس کے علاوہ ہر چیز سے نفرت کرتے ہیں۔

☆ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے' لیکن انسان خدا کو نہیں پہچانتا۔

☆ شرم کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے شرمی کے ساتھ تمام بدیاں وابستہ ہیں۔

☆ غیبت کرنے والا یعنی پیٹھ پیچھے دوسروں کی برائی کرنے والا تین آدمیوں کو نقصان پہنچاتا ہے' نمبر ایک اپنے آپ کو' دوسرے جس کی برائی کرتا ہے' نمبر تین جو اس کی بات سنتا ہے۔

☆ اللہ کی مرضی پر خوش رہنا دنیا میں جنت حاصل کرنا ہے۔

☆ جو اپنی جوتی خود گانٹھ لیتا ہے' غلام کی بیمار پرسی کرتا ہے' اپنے کپڑے خود دھو لیتا ہے اور ان میں پیوند لگا لیتا ہے' وہ غرور اور تکبر سے پاک اور بری ہے۔

☆ لوگ تمہارے عیبوں کے جاسوس ہیں۔

☆ تلوار کا زخم جسم پر ہوتا اور بری گفتگو کا روح پر۔

☆ بڑا خطا کار وہ ہے جو لوگوں کی برائیوں کا ذکر کرتا رہے۔

☆ مسلمان کیلئے ذلت کی بات یہ ہے کہ مذہب سے غافل ہو جائے، نہ کہ غریب ہونا ذلت کی بات ہے۔

☆ ایسی بات نہ کہو جو سننے والا سمجھ نہ سکے۔

☆ ضرورت مند غریبوں کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔

☆ جب زبان کی اصلاح ہو جاتی ہے تو پھر دل کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔

☆ اگر میں رات کو سو جاؤں اور صبح کو اٹھ کر شرمندگی محسوس کروں کہ عبادت نہ کر سکا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تمام رات عبادت کروں اور دل میں یہ گمان لاؤں کہ رات بھر عبادت کرتا رہا۔

☆ حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بہت بہتر ہے۔

☆ گناہ کسی نہ کسی صورت سے دل کو بے قرار رکھتا ہے۔

☆ زندگی کی تکالیف موت تک ہیں، پھر کوئی تکلیف نہیں، جو چیز ختم ہو جائے، اس کا کیا فکر، جو زائل نہ ہو اس کی سوچو۔

☆ اچھے لباس کا لالچ کرنے والے کفن کو یاد رکھ، اچھے مکان کے شیدائی قبر کا گڑھا مت بھول، اچھی خوراکوں کے شوقین کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بننا یاد رکھ۔

☆ نعمت کا نامناسب جگہ استعمال کرنا ناشکری کرنے کے برابر ہے۔

☆ جس نے لوگوں کا حق نہیں پہچانا، اس نے خدا کا حق نہیں پہچانا۔

☆ جس شخص کو سال بھر تک کوئی تکلیف نہ پہنچے وہ جان لے کر میرا رب مجھ سے ناراض ہے۔

☆ جو شخص ضرورت مند کی ضرورت کو اس کے کچھ بتانے سے پہلے نہ بھانپ لے' اس سے اپنی ضرورت بیان کر کے شرمندہ نہ ہوں۔

☆ آپؓ تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تو کسی کو جگا کر اس کی نیند نہ خراب کرتے' بلکہ خود ہی وضو کا بندوبست کر لیتے' پانی خود گرم کر لیتے۔

☆ ایرانیوں کے ساتھ آپؓ نے اتنا نیک سلوک کیا کہ وہ آپ کو عربی نوشیرواں کہنے لگ گئے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آپؓ کے نکاح میں آئیں۔ آج تک دنیا میں کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔ یہ فضیلت انہی کے حصے میں آئی۔

آپؓ نے لوگوں کی جاگیریں مقرر فرمائیں' چراگاہیں قائم کیں' مساجد میں خوشبوئیں جلائیں' جمعے میں پہلی اذان کو مقرر کیا۔ اذان دینے والوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ مسجد میں اپنے لئے ایک الگ جگہ بنائی' پولیس کو قائم کیا۔ مسلمانوں میں قرآن کریم کے معاملے میں اختلاف ہوا تو انہیں ایک رائے ماننے پر تیار کیا' قرآن مجید کو موجودہ ترتیب پر جمع کیا۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں رے اور روم کے علاقے فتح ہوئے۔ افریقہ فتح ہوا۔ کچھ مکانات خرید کر مسجد نبوی میں شامل فرمائے۔ 27ھ میں اومان فتح ہوا' 28ھ میں حضرت معاویہؓ نے قبرص پر حملہ کیا۔ 28ھ میں اصطخر اور فساد

فتح ہوئے، اس کے بعد جور، خراساں، نیشاپور، طوس، سرخس مرو اور طبق فتح ہوئے۔ ان فتوحات میں مسلمانوں کو کثرت سے مال غنیمت حاصل ہوا۔

آپؓ نے کبھی کوئی دربان نہ رکھا، نہ لوگوں پر اپنی بڑائی اور برتری کا رعب ڈالا، آپؓ نے خلافت کا بھاری بوجھ ستر سال کی عمر میں اٹھایا۔ حیادار اتنے تھے کہ کبھی ننگے نہیں دیکھے گئے۔ دن میں روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے، خلافت کے دنوں میں بھی اپنے غلام کو اپنے ساتھ سوار فرماتے، قبروں کو دیکھ کر اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

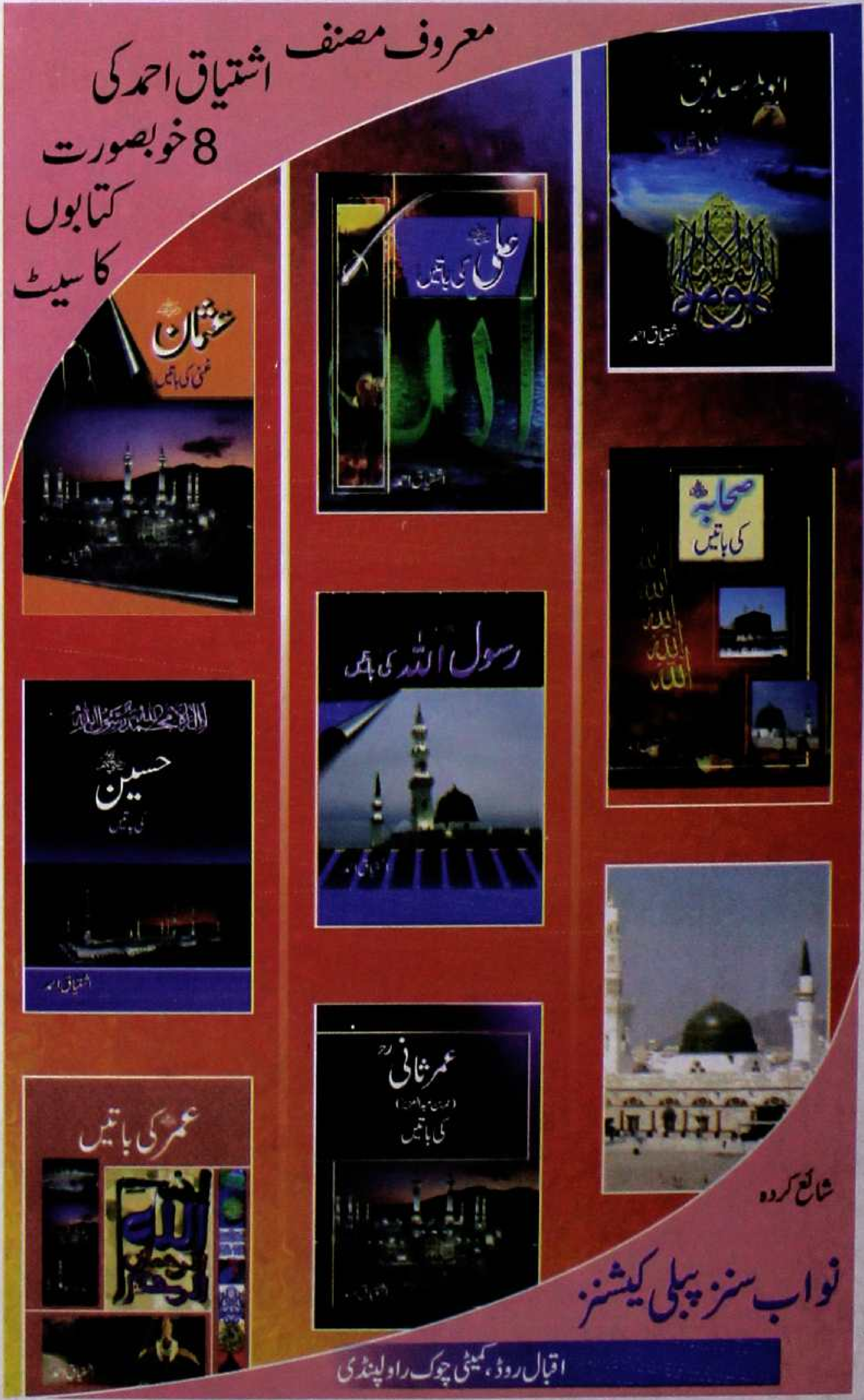
معروف مصنف
اشتیاق احمد کی
8 خوبصورت
کتابوں
کا سیٹ
عثمان غنی کی باتیں
علی کی باتیں
صحابہ کی باتیں
رسول اللہ کی باتیں
حسین کی باتیں
عمر ثانی کی باتیں
عمر کی باتیں
شائع کردہ
نواب سنز پبلی کیشنز
اقبال روڈ، کمیٹی چوک راولپنڈی